

مکمل شریعت

محمد حسین ساجد الہاشمی
ایم۔ اے

مکتبہ سید عیسیٰ بن مریم فیصل آباد

نام کتاب _____ "نکبت و نور"

مُرتب _____ محمد حسین ساجد الہاشمی

نظر ثانی _____ محمد یاض احمد سعیدی

محقق تصدیق _____ قاضی غلام رسول غازی ساہی

کتابت _____ محمد عاشق حسین ہاشمی، چنیوٹ

ناشر _____ مکتبہ سعیدیہ، جامعہ قادریہ رضویہ

_____ مصطفیٰ آباد سرگودھا روڈ فیصل آباد

سن اشاعت _____ اپریل ۱۹۹۷ء

تعداد _____ ایک ہزار

قیمت _____

ملنے کے پتے

مکتبہ سعیدیہ، جامعہ قادریہ رضویہ، مصطفیٰ آباد، سرگودھا روڈ فیصل آباد

مکتبہ نور یہ رضویہ، بغدادی جامع مسجد، گلبرگ، اے فیصل آباد

نور ی سبک ڈپو، امین پور بازار، فیصل آباد

مکتبہ قادریہ، جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری واڑہ لاہور

غوثیہ کتب خانہ، مغل مارکیٹ، اردو بازار، گوجرانوالہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حسن تصدیق

اللہ تبارک تعالیٰ نے حضرت انسان کو وَلَقَدْ کَوْنَا بَنی آدَمَ کا مژدہ نکریم سنا کر خلعتِ خلافت سے سرفراز فرمایا۔ ہر انسان کو مختلف خوبیاں عطا فرمائیں گلشنِ انساہیت میں رنگارنگ کمالات کے پھول کھلائے۔ پھر انہیں نگہت و نزہت، لطافت و لفاست اور بوسے دل نواز سے مزین فرما کر کائنات بسط کو عطر بیز کر دیا۔ قدرت کی ان عنایتوں کا نظارہ کرنے کے لئے آنکھیں اور پھر ان آنکھوں میں قوت دید عطا فرمائی۔ یہ لہ حقیقت ہی ہے کہ آنکھ مقام نور ہے اور نور آلہ دید ہے۔ یہ آلہ دید نور بصارت ہے جس کے ذریعے چیزوں کا مشاہدہ کیا جاتا ہے اور پھر صوری اور معنوی لحاظ ان کی تعبیر کی جاتی ہے۔

آنکھ آلہ دید، یعنی نور سے مزین ہو، پھر بھی روشنی کے بغیر اسے استفادہ ممکن نہیں، آنکھیں دیکھتی ہیں، اندھیرے میں؟ نہیں! روشنی میں! آنکھ کے نور کو مزید روشنی، اُجالے اور نور کی ضرورت ہے۔

علامہ محمد حسین ساجد الہاشمی نے قلم کو حرکت دی، ذہنی و فکری توانائی برتنے کا لائے، تحریر میں ادبی رنگ بھرا، عشق و محبت کی جلوہ سامانیاں کیں، حقائق کو محققانہ انداز میں پیش کیا، طریقہ عجوبہ سے آگاہ کیا۔ قریبہ اور سلیقہ، ادبِ احترام، تعظیم و تکریم کے جلو میں پروان چڑھایا۔ ع "اللہ کرے زور قلم اور زیادہ"

اسی حقیقت کو بے نقاب کیا کہ اسلام کی رعایتوں سے منور ہونے کے لئے دین میں
سے روشناس ہونے کے لئے تعلیماتِ قرآن سے باخبر ہونے کے لئے دستورِ حیات اور
منشورِ زیست سے آگاہی کے لئے عشقِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والتہنۃ کے نور کی ضرورت ہے
محبتِ رسولِ کریم علیہ التحیۃ والتہنۃ کا گزیر ہے۔ اس سرمایہ ابدی اور دولتِ لادوال کے حصول
کے لئے شاہراہِ زیست پر سیرتِ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ضیاءِ پاشیاں ہوں
قلوبِ اذیان پر صورتِ رسولِ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا انعکاس یہی نورِ بصیرت ہے۔
خدا بھلا کرے جو اس سال، جو اس بہت اور باعزم خوش خصال و خوش مقال
حضرتِ علامہ ساجدِ اہلِ شمی کا جو کہ تحریرِ تقریر سے اس بادۂ سرمدی سے محض ہونے کا سامان مہیا
کر رہے ہیں، کئی کتابیں لکھیں، کئی مقالے تحریر کئے۔ زیرِ نظر کتاب بھی اسی سلسلہ کی ایک
کڑی ہے۔ منجھے ہوئے خطیب اور منجھے ہوئے ادیب کسی میدان میں بھی سنجیدگی اور متانت
کے اس کو نہیں چھوڑتے۔ آقا کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذاتِ اقدس ہو یا کمالاتِ مقدسہ۔
اس اداۃ عشق و محبت میں پھونک پھونک کر، پلکوں کے بل چلنا پڑتا ہے۔

فنون کے لئے، علوم کے لئے، معارف کے لئے خاص محنت، ریاضت کی ضرورت
ہے، لیکن عرفان و وجدان کے لئے فقط اُن کا کرم بے مؤلف موصوف پر اللہ تعالیٰ کا فضل
احسان، حضورِ آقائے نعمت، نبیِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نگاہِ کرم ہے جو ان کو بھی
لگن کے ساتھ انہی کی خوشنودی کے حصول کے لئے انہی کے عشق و محبت میں مستغرق رہتے
ہیں۔ اللہ کرے اسی لگن میں بارگاہِ سبحان (علیہ الصلوٰۃ والسلام) میں باریاب ہوں
آمین بجاہ طہ و یسین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم و صبح و بارک و سلم،

مسافر چند روزہ، غبارِ راہِ حجاز،

قاضی غلام رسول غازی سیالوی

مرکزی ناظم اعلیٰ: مجلس الدعوة الاسلامیہ، پاکستان

اہلِ ادب

ادب بے ضبط سطور — اور — بے ربط فقرات
کو کمالِ ادب و احسان کے ساتھ —
اپنی عفتِ شعار — عصمتِ مآب — عبادت گزار
پیاری اور شفیق ہمیشہ محترمہ مرحومہ مغفورہ —
(نور اللہ تعالیٰ مرتدہ)

اور —

گلاب کے پھول سے عزیز بھائی —
محمد آصف ہاشمی مرحوم و مغفور
(اسکنہ اللہ تعالیٰ بوسط جنات)
کی خدمت میں اس التجا کے ساتھ پیش کرتا ہوں،
میری پیاری بہن، اور میرے پیارے بھائی کو
بارِ الہی! کر دے جنت الفردوس عطا فرما!
اُن کے مزارات پر ہمیشہ اپنی خصوصی رحمتوں کی بارشیں نازل فرما!
آمین بجاہ سید العالمین تاج الانبیاء والمرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام
احقر العباد،

محمد حسین ساجدِ اہلِ شمی
(دیرپہ نور)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

صبح نور

اے اہل نظر — اے اہل فکر — چشمِ تحقیق سے پندرہ صدیاں پہلے
 کی تاریخ کا مشاہدہ کرو — تاریکیاں ہی تاریکیاں ہیں — بہت کفر و شرک کی
 گھمبیر تاریکیاں ہیں — اندھیرے ہی ہر جہت — معصیت و ضلالت کے
 اندھیرے ہیں — سیاہیاں ہیں — ہر طرف اخلاقی اور روحانی مذہبی گراوٹوں
 کی سیاہیاں ہیں — یہ تاریکیاں — یہ اندھیرے — یہ سیاہ
 گھٹائیں — شباب کی حالت کو پہنچ کر شب بن گئیں — عارضِ انسانیت گرو
 ردالت سے اٹ گیا — چار سو اندھیروں کے استبدادی پرچم لہرائے گئے —
 پھر اچانک جبلِ فاران کی سنہری چوٹیوں سے آفتابِ رسالت طلوع فرماتا ہے ،
 جس کی درخشندہ تابندہ شعائیں — شبستانی دہیز پیدوں کو چیر کر —
 نگہتِ نور کی غیرات تقسیم کر رہی ہیں — دیکھتے ہی دیکھتے عالم بکثرت نور بنا جا رہا
 ہے — تاریکیاں دم دباتے بھاگ نکلی ہیں — یہ نورِ عجیب شان کا مالک
 ہے — اس کی کئی حقیقت کا شکار خود شہبازِ عقل ہے — اس نورِ عظیم
 کا فیض مدِّ عقل و ادراک سے ماوراء ہے — اس کے تفہیم میں دانش و فلسفہ
 دنگ اور راہِ عقل و خرد دنگ ہے —
 سنو سنو بادشاہِ عرشِ علا کی بلند یوں سے کس قدر اہتمام و انصرام سے —
 کتنے معنی خیز انداز میں — اس نورِ عظیم کے نزولِ جمال کی سبب سے انسانیت کو

نورِ ہمت دی جا رہی ہے

» تحقیق تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نورِ عظیم اور

کتاب میں جلوہ فگن ہو چکے ہیں۔ «

قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ (۲۱۵ المائدہ ۵)
 اے فصاحتِ قرآن — اے بلاغتِ قرآن — تیری عظمتوں
 پر کائناتِ صدقے — ہر ایک معانی و مفہیم — مطالبِ مقاصد کا ٹھکانہ
 مارتا سمندر ہے — آؤ دیکھو — ایک ایک کلمہ عظمتِ مصطفویٰ کی کئی کئی
 داستانیں ذکر کر رہا ہے۔

منتظر کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

خالق کائنات نے اس نورِ مستر کا آغاز کلمہ قد سے کیا ہے۔

سنو! کلمہ قد فعلِ ماضی پر داخل ہو کر معانی ثلاثہ کا مفہور ہوتا ہے

(۱) توقع (۲) تقریب (۳) تحقیق
 فِيْهَا اِذْ تَلَذَّتْ مَعَانٍ مُّجْتَمِعَةٍ - التَّحْقِيْقُ وَالتَّوَقُّعُ
 وَالتَّقَرُّبُ (شرح چاھی، ۳۰۴)

مثلاً کوئی شخص بادشاہ کے سوار ہونے کا منتظر ہو — اور جب بادشاہ
 سوار ہو جائے، تو اُس منتظر کو کہا جائے گا قَدْ رَكِبَ الْاَمِيْرُ — ارے تو
 جس کے سوار ہونے کا منتظر تھا، وہ سوار ہو چکا۔

اس نورِ مستر کا پہلا کلمہ قَدْ اعلان کر رہا ہے کہ وجودِ مصطفویٰ علیہ الصلوٰۃ
 والسلام کے اُس مرحلہ ولادت کی کائناتِ تہوہ بالا منتظر تھی — چرخِ کائنات مدتِ ہائے
 دراز سے — اسی صبحِ دل نواز کے لئے یل و نہار کی کڑوئیں بدل رہا تھا — اور
 کارکنانِ قضا و قدر کی بزمِ آرائیاں — عناصر کی جدت طرائیاں —

اہر و باد کی تہہ دستیاب — فطرت کی عیشہ طرازیں — عالم قدس کے
انفاس پاک — توحیدِ براہیم — حسین یوسف — صبرِ اوتاب —
گرہ یہ یعقوب — معجزہ طرازی موسیٰ — جلالِ نوازی عیسیٰ (علیہ السلام)
سب ایشیاں اٹھا اٹھا کر راہ تک رہی تھیں کہ کب وہ مقصود کائنات
(علیہ الصلوٰۃ والسلام) عالم آبِ گل میں جلوہ فگن ہو کر یہ متاعِ ہائے گراں اُن کے
دربار میں پیش کی جاتے۔

کائنات کا وہ کونسا ذرہ ہے جو ولادتِ شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کا منتظر نہ تھا۔ جی ہاں! عقیدت و محبت کے سنگِ انتظار پر ہاتھ تھا
تب ہی تو ہر ذرہ کائنات صلوٰۃ و سلام کے گیت گا کر اس عقیدت سے لبریز
انتظار کا اظہار کر رہا تھا۔ ولادت سے قبل یہود کا شعار تھا۔ جب
کفار و مشرکین سے اُن کی جنگ ہوتی اور اُن کی فتح کے ظاہری امکان ختم ہو چکے
تو اس وقت توراۃ کو سامنے رکھ کر وہ مقام کھولتے جہاں حضور نبی کریم ﷺ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صفات اور کمالات کا ذکر ہوتا، وہاں ہاتھ رکھتے
اور ان الفاظ سے دعا کرتے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ بِحَقِّ نَبِيِّكَ الَّذِي وَعَدْتَنَا اَنْ
تَبْعَثَ فِيْهِ اَخِيَّ الزَّمَانِ اَنْ تَنْصُرَنَا عَلٰی عَدُوِّنَا۔

یہ کہتے اور اُن کو فتح و کامرانی حاصل ہو جاتی۔ (روح المعانی - القرطبی)
سُبْحَانَ اللّٰہ، سُبْحَانَ اللّٰہ! اس انتظار میں کسی کسی تسلیں گزری تھیں شہنشاہ
حمیز بن درود تبع حکمار کے ایک جہم غفیر کے ساتھ مدینہ منورہ وارد ہوا۔ حکمار
نے حساب لگا کر اُس کو آگاہ کیا کہ یہ وہ مقدس خطہ ارض ہے جس پر نبی آخر الزماں
سُورِ کون و مکالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہجرت کے بعد قدم رنجہ فرمائیں گے

اللہ تعالیٰ کے لئے مکانات تعمیر کروائے، اُن کو خوبصورت اور
آہستہ آہستہ آباد فرمائیں اور وہاں آباد کر دیا اور حضور سید عالم نبی مخلص
اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نام ایک مکتوب لکھا۔ جس کا مضمون محبتِ بھری
السنہ شامل تھا۔

اَلِیُّ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ مِنْ عَبْدِ اللّٰہِ
خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَرَسُوْلِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ مِنْ بَعَثِ ابْنِ حَبِیْبٍ مِنْ
دُرْدَعٍ اَمَّا بَعْدُ یَا مُحَمَّدُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ فَاِنِّیْ اَمَنْتُ
بِكَ وَبِکَلَامِكَ الَّذِیْ اَنْزَلَ اللّٰہُ عَلَیْكَ وَ عَلٰی دِیْنِكَ وَ سُنَّتِکَ
وَاَمَنْتُ بِرَبِّکَ وَرَبِّ کُلِّ شَیْءٍ وَمَا جَاءَ مِنْ سَرَّابٍ مِنْ
شَرَائِعِ الْاِیْمَانِ وَالْاِسْلَامِ وَاَنَا قَبْلُکَ ذٰلِکَ فَاِنِ اُذِمَّتْ کَتْمُکَ
فِیْہَا وَ نِدْمَتْ وَاِنْ لَمْ اُذِمَّتْ کَتْمُکَ فَاشْفَعْ لِّیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ
فَلَا تَنْسِیْ فَاِنِّیْ مِنْ اُمَّتِکَ الْاَوَّلِیْنَ وَ تَابَعْتُکَ قَبْلَ مَجِئِکَ وَ
قَبْلَ اِنْ سَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِیَّاکَ وَ اَقَامَ عَلٰی مِلَّتِکَ وَ مِلَّةِ اَبِیْکَ
اَبُو اَہِیْمَ خَلِیْلُ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ۔

(م حضرت) محمد بن عبد اللہ خاتم النبیین رسول رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وآلہ وسلم کی طرف تتبع درود کی طرف سے۔ اے میرے آقا، صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وآلہ وسلم! میں آپ کی ذاتِ اقدس پر، آپ پر نازل شدہ کتاب پر آپ کے دین
پر آپ کی سنت پر ایمان لے آیا۔ آپ کے رب — ہر شے کے رب —
اور آپ کے رب کی طرف سے آنے والے شرائعِ ایمان اور اسلام پر ایمان لے آیا۔
اور میں نے ان کو قبول کیا۔ اگر مجھے آپ کا زمانہ اقدس نصیب ہو جائے، وگرنہ
قیامت کے روز مجھے اپنی شفاعت سے بہرہ ور کرنا، مجھے فراموش نہ کرنا، میں آپ

کی پہلی اُمت سے ہوں۔ آپ کی تشریف آوری سے پہلے آپ کی اتباع کرنے والوں کی اور آپ کے باپ پیدائبرائیم خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہمت پر ہوں۔

یہ خط شامل کے حوالہ کیا کہ اگر تجھے زمانہ اقدس نصیب ہو تو بارگاہِ رسالت میں پیش کر دینا۔ یہ خط نسل در نسل منتقل ہوتا رہا۔ تتبع کی وقایع اور ولادت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان پورا ایک ہزار سال کا زمانہ ہے وہ انصار جن نے مصطفیٰ کو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حمایت اور مدد کی۔

ان ہی چار ہزار حکماء کی اولاد تھی۔ جلیل القدر صحابی، میزبان مصطفیٰ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اسی شامل کی اکیسویں اولاد تھے۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مدینہ منورہ تشریف لانے کی خبر پہنچی۔ ابولیلی کے ہاتھ تتبع کا مکتوب استقبال کی خاطر روانہ کیا گیا۔ ابولیلی نے غیب کے پردے چیر لئے۔ فرمایا: تو ابولیلی ہے اور تیرے نگاہ رسالت نے غیب کے پردے چیر لئے۔ عرض کرنے لگے: پاس نیت کا خط ہے۔ ابولیلی درطہ حیرت میں گم رہ گئے۔ عرض کرنے لگے: آپ کون ہیں؟ فرمایا: میں محمد بن عبد اللہ ہوں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) تتبع کے خط کو پڑھا۔ زبان اقدس سے تین بار ارشاد فرمایا:

خوش آمدید اے نیک بھائی!
مَوْعِدًا بِأَخِ الصَّالِحِ۔
(معارج النبوة ۲/۴۳)

لفظ قد تحقیق کے لئے آتا ہے۔
فَإِنَّ هَذَا الْعُورَفَ إِذَا دَخَلَ عَلَى الْمَاخِي أَوِ الْمَضَارِعِ
فَلَا بُدَّ فِيهِ مِنْ مَعْنَى التَّحْقِيقِ۔ (شرح جامی ۳۹۴)
کلام میں کلام کو تاکید تحقیق تقویہ سے متصف تب کی

ہاں جب مخاطب منکر ہو یا مضمون کلام اتنی عظمت شان کا حامل ہو کہ اس کی عظمت کا ادراک عقل و قیاس کے دائرہ سے ورہا ہو۔

جی ہاں یہ بات محیر العقول ہے۔ چیز اپنی اصل سے جدا نہیں ہوتی۔ عشق و محبت انکاری ہے کہ یہ نور عظیم عالم بال کو چھوڑ کر عالم زیریں میں تشریف لے آیا۔ وہ نورانی زمانہ جہاں عروج ہی عروج تھا۔ ہمہ وقت محبوب حقیقی کے دیدار کی لذت حاصل تھی۔ صفات باری تعالیٰ کی سیر نصیب تھی۔ نور الہی میں استغراق حاصل تھا۔ ہمہ وقت تجلیات الہیہ کی شیرینی و حلاوت حاصل تھی۔

کیا وہ اس خطۂ ارض پر جلوہ فگن ہو گئے؟ جہاں پر راستے میں کانٹوں کی سچ بچھائی جاتے گی۔ چھتوں سے غلاطت کے ڈھیر پھینکے جائیں گے۔ سجدہ کی حالت میں اونٹ کا اوجھ کمر اقدس پر رکھ دیا جائے گا۔ چوہا ہوں پر کھڑے ہو کر شاعر، ساغر اور مجنوں کے خطابات و القابات دیتے جائیں گے۔ طائف کے بازاروں میں پیغام توحید کی پاداش میں سنگ بافشانی ہوگی۔ معاشرتی بائیکاٹ کر دیا جائے گا۔ بیت اللہ شریف کی دہلیزوں پر چھوڑ دیے سے مزاحمت ہوگی۔ سامعین پر عرصہ حیات تنگ کر دیا جائے گا۔ اُن کی ٹانگوں سے گھوڑے باندھ کر مخالف سمت بھگا دیا جائے گا جس سے جسم دو ٹکڑے ہو جائے گا۔ زنجیروں سے باندھ دیا جائے گا۔ گرم کوئلوں پر ننگے بدن لٹا دیا جائے گا۔ گے میں رتی ڈال کر سنگریزوں پر گھسیٹا جائے گا۔ وطن مالوف سے ہجرت پر مجبور کر دیا جائے گا۔ بیت اللہ کی زیارت سے روک دیا جائے گا۔ قتل کے منصوبے بنائے جائیں گے۔ عزیز رشتہ دار خون کے پیاسے ہو جائیں گے۔ شمشیر و سناں لے کر میدان میں نکل آئیں گے؟

عقل نے انکار کیا۔ تجلیات الہیہ کی جلالت چھوڑ کر ان حالات کا انتہا ناممکن ہے۔ فرمایا نہیں۔ وہ مخلوق خدا کو جہنم کی آگ سے بچانے کے لئے اور صراطِ مستقیم پر گامزن فرمانے کے لئے، تشریف لا چکا ہے۔

میں خالق کائنات اعلان کر رہا ہوں :

قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ ۝

مبتدئہ کائنات (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

اس خوشخبری کا دوسرا کلمہ ”جاء“ ہے۔ وہ جلوہ فگن ہوا۔
ہاں ہاں، وہ جلوہ فگن ہوئے۔ کہاں سے جلوہ فگن ہوئے۔؟
وہ مقام کون سا ہے۔؟ اس مقام پر کب فائز ہوئے۔؟ اور
کب تک رہے۔؟

سنو سنو! صحیفہ ہدایت و اشکاف الفاظ میں کہہ رہا ہے۔
کائنات کا وجود اول نور مصطفوی ہے۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ ۝ (الانبیاء ۵)
ساری کائنات اپنے وجود اور بقا کے لئے رحمت مصطفوی کی محتاج ہے
اور مستمکہ قاعدہ ہے کہ محتاج الیہ مقدم ہوتا ہے اور محتاج مؤخر ہوتا ہے۔
جب مقصود کائنات (علیہ الصلوٰۃ والسلام) محتاج الیہ ہیں اور ساری کائنات
محتاج ہے، تو ثابت ہوا کہ نور مصطفوی کائنات بھر پر مقدم ہے۔

وَلَهُ اسْكُنُ مِنَ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَكَرْهًا وَآلِیْہِ

یَرْجِعُوْنَ ۝ (آل عمران ۳)

سنو سنو! صحیفہ صداقت کتنی صراحت سے اعلان کر رہا ہے کہ آسمان و

زمین کی ہر ہر شے خالق کائنات کے حضور جبین بندگی جھکائے ہوئے ہے۔
بائن رضا مندی سے اور بعض مجبوراً۔۔۔ سنو! کائنات کا ایک ایک فرد
اس معنی میں مسلم ہے۔ اور سنو اب خود قرآن عظیم زبانِ اقدس سے اعلان
کر رہا ہے :

اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ (الانعام ۶)

لوگو! آگاہ رہو کہ کائنات کا ہر وجود بارگاہِ الٰہیت میں سر جھکا رہے
ہوتے ہے، لیکن وہ سر جو سب پہلے جھکا، وہ نور مصطفوی ہے، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،
سنو سنو! بارگاہِ رسالت میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
عرض کر رہے ہیں، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم! میرے ماں باپ
آپ پر قربان، فرمائیے کائنات کا وجود اول کیا ہے؟

بَاۤیٓ اَنْتَ وَاُخْتُیْ اَخِیْرَتِیْ عَنْ اَوَّلِ شَیْءٍ خَلَقَ اللّٰهُ تَعَالٰی
مرفر کائنات (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے ارشاد فرمایا: اے جابر!
اللہ تعالیٰ نے ہر چیز سے پہلے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا۔

یَا جَابِرُ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی خَلَقَ قَبْلَ الْاَشْیَاءِ نُوْرًا نَّبِیِّکَ

مِنْ نُّوْرِیْ ۝ (السیرۃ المحمبیہ ۵۰/۱)

سنو سنو! حضرت عرابض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں
رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اعلان فرمایا: جب آدم علیہ السلام
ابھی مٹی کے مرحلہ میں تھے، میں تو تب بھی مقامِ عبدیت پر فائز تھا اور صرف
یہ ہی نہیں، بلکہ ختم نبوت کے تاج سے بھی سرفراز تھا۔

اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ وَخَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ وَاِنَّ اَدَمَ لَمُنْجِدِلٌ

فِیْ طَیْبَتِہِ ۝ (الشفا : ۱/۳۲۴)

سبحان اللہ سبحان اللہ! سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:
 حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد گرامی ہے: حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام
 کی خلقت سے پچودہ ہزار سال پہلے بارگاہ الوہیت میں نور کی صوت میں موجود تھا۔
 کُنْتُ نُورًا مَبِينٌ يَدَى رَبِّي قَبْلَ خَلْقِ آدَمَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ
 وَالسَّلَامُ بِأَلْفِ عَشْرٍ أَلْفٍ عَامٍ (السيورة الحلبيه)
 سبحان اللہ سبحان اللہ! ایک من حضرت جبریل امین علیہ السلام سے
 مقصود کائنات فخر موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سوال فرمایا۔ جبرائیل
 تمہاری عمر کتنی ہے؟ عرض کی یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فقط اسی قدر
 جانتا ہوں کہ چوتھے حجاب پر ایک ستارہ ۷۰ ہزار سال کے بعد چمکنا، میں نے
 اُسے ۲۷ ہزار مرتبہ دیکھا ہے۔ یس کن کہ ہادی کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
 نے ارشاد فرمایا: اے جبرائیل! مجھے میرے رب تعالیٰ کی عزت کی قسم وہ ستارہ
 ہیں ہی تھا۔

(اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ سَآلَ جِبْرِائِلَ
 فَقَالَ يَا جِبْرٰئِلُ کَمْ عَمُوْتُ مِنَ السِّنِّیْنَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
 صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمُ کُنْتُ اَعْلَمُ غَیْرَ اَنْ فِی الْحَبَابِ لَرَّیْنِ
 نَجْمًا یَطْلُعُ فِی كُلِّ سَبْعِیْنِ اَلْفَ سَنَۃٍ مَّرَّةً رَاٰیْتُهُ اِسْتِیْنِ
 وَ سَبْعِیْنِ اَلْفَ مَّرَّةً فَقَالَ يَا جِبْرٰئِلُ وَ عِزَّةَ رَبِّیْ جَلَّ جَلَالُہٗ
 اَنَا ذَا لَکَ الْکُوْکُبُ۔ (السیورة الحلبيه، ۱/۴۹)

پیغمبر کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

تیسرا کلمہ کھڑے ہے۔ اے مخاطب! تم سب کی طرف آئے، اور اگر

اللہ تعالیٰ ارادہ فرماتا ہے کہ ذوی العقول کو غیر ذوی العقول پر غلبہ
 کا استعمال ہو۔ جس پر قرآن و سنت میں بے شمار
 آیات ہیں۔ نہ منہدم میں ایک اور حقیقی رفعت پیدا ہوگی۔ صرف تمہاری
 طرف ہی نہیں، وہ کائنات کے ذرہ ذرہ کے لئے جلوہ فگن ہوتے ہیں۔
 جی ہاں۔ سنو سنو، رب رحمن ارشاد فرما رہا ہے: اے
 محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام! اپنی مسیحتی مسیحتی زبان اقدس سے واضح کر دو
 کہ میری رسالت کی چادر تم سب پر تھی ہے۔

اَتِیْ دَسُوْلُ اللّٰهِ اَلِیْکُمْ جَمِیْعًا (الاعراف، ۱۵۸)
 ہاں ہاں۔ صحیفہ صداقت کہہ رہا ہے کہ میرا نزول قلب مسیطری
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر اسی لئے ہوا ہے تاکہ آپ کائنات بھر کے لئے
 نذیر بن جائیں۔

تَبٰرَکَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِہٖ

لِیَكُوْنَنَّ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا (الفرقان ۲۵)
 اور سنو سنو! چونکہ سید الکوین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت
 نبوت زمان و مکان کی قیودات سے ماورا ہے۔ سو آپ کی رحمت بھی
 ہر جگہ، ہر زمانہ اور ہر شے پر محیط و غالب ہے۔ رب رحمن جلّ شانہ
 خود واضح کر رہا ہے:

تَوَمَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ (الانبیاء ۲۱)

سبحان اللہ سبحان اللہ! سعاد توں کا یہ تاج وقت و ولادت ہی
 سیر اقدس پر رکھ دیا۔ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:
 ولادت میری، تو میں نے عجیب و غریب نظر دیکھا کہ جبینِ عبدیت و بلبلِ الوہیت

پر خم ہے، اور کوئی کہہ رہا ہے کہ ان کو مشرق و مغرب کی سیر کرو تا کہ سب ان سے متعارف ہو جائیں۔

قَوَّضْتُ مُحَمَّدًا إِذَا هُوَ سَاجِدٌ فَظَرْتُ إِلَيْهِ فَسَمِعْتُ
مُنَادِيًا يَنَادِي طُوفُوا بِهِ مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا
وَادْخُلُوا الْبِحَارَ لِيَعْرِىَ قَوْلًا بِاسْمِهِ وَكُتِبَ لَهُ وَصُورَتُهُ
(الخصائص الكبرى، ۴۸/۱)

چند لمحے غیب ہے، پھر ظاہر ہوتے، تو کوئی مژدہ جاں فراسٹنا رہا تھا۔
سبحان اللہ سبحان اللہ! — مقصود کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کی سلطنت دنیا بھر میں قائم ہو گئی — دیکھو دیکھو! دنیا بھر میں ایک
ذرہ بھی ایسا نہیں رہا، جو آپ کے قبضہ و اختیار اور تصرف میں داخل نہ ہو۔
بِحَجِّ قَبْضِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى
الدُّنْيَا كُلِّهَا وَلَمْ يَبْقَ خَلْقٌ مِنْ أَهْلِهَا إِلَّا دَخَلَ فِي
قَبْضَتِهِ۔ (الخصائص الكبرى، ۴۸/۱)

سبحان اللہ سبحان اللہ! — چونکہ کائنات بھر پر آپ کی رسالت و
نبوت سایہ فگن ہے — اور سایہ فگن ہی نہیں — کائنات کا ذرہ ذرہ —
سوائے سرکش انسانوں اور جنوں کے — اس حقیقت سے شناسا ہے
کہ آپ ہماری طرف رسول بن کر تشریف لاتے ہیں — تبھی تو ساری
مخلوق اپنی داستانِ غم — اور حکایتِ ستم آپ کو سنا کر مدد و نصرت
کی خواہاں رہتی ہے، اور ہمہ تن — ہمہ وقت آپ کی مندر ماں برداری کے
لئے مستعد رہتی ہے۔

سُئِنَا عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ فَيَا تَعَالَى

اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رفاقت میں ہم بنو نجار کے
اصل ہونے۔ وہاں ایک اونٹ تھا، جس کو دیکھتا کاٹنے کو دوتا
تھا، اس نے اس اونٹ پر ننگا پیس پڑا، محبت و عقیدت سے سر جھکاتے ہوئے
بھاگا، آگیا اور آپ کے قدموں میں بیٹھ گیا۔ آپ نے نیکیل ڈال کر مالک کے
سے کر دیا۔ حاضرین اس تعمیل و اطاعت کو دیکھ کر حیران ہوئے ہیں
یہ ارشاد فرما کر حاضرین کو دریائے حیرت سے نکال دیا۔

سابقہ کائنات کا ذرہ ذرہ، سوائے سرکش جنوں اور انسانوں
کے جانتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔

مَا بَيْنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ إِلَّا كَيْعْلَمَ أَنِّي رَسُولُ اللَّهِ
الْعَاصِيِ الْحَقِّ وَالْإِنْسِي۔ (الخصائص الكبرى، ۵۲/۲)

سبحان اللہ سبحان اللہ — چونکہ رسول ساری کائنات کے
میں — سوساری کائنات پر تصرف و اختیار ہے — اور کائنات کا ذرہ ذرہ
حکم کا پابند ہے۔

سُئِنَا عَنْ ابْنِ بَرِيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ كَيْعْلَمَ أَنِّي رَسُولُ اللَّهِ
الْعَاصِيِ الْحَقِّ وَالْإِنْسِي۔ (الخصائص الكبرى، ۵۲/۲)
ایک اعرابی بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ عرض کی، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وآلہ وسلم، دائرہ اسلام میں تو داخل ہو چکا ہوں، لیکن آپ کے دست
رسالت سے کسی معجزہ کا خواہاں ہوں تاکہ اس کے مشاہدہ سے یقین میں زیادتی ہو۔
سُئِنَا عَنْ ابْنِ بَرِيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ كَيْعْلَمَ أَنِّي رَسُولُ اللَّهِ
الْعَاصِيِ الْحَقِّ وَالْإِنْسِي۔ (الخصائص الكبرى، ۵۲/۲)
نے کتنی اجازت مرحمت فرمائی — معجزہ طلب کرنے والے — طلب کرنا۔

جو طلب کرے گا، دکھا دوں گا۔

قَالَ فَمَا الَّذِي تَوَيْدُ

عرض کی : وہ سامنے درخت ہے ، اُس کو اپنی بارگاہ میں طلب فرمائیں ؛
ارشاد فرمایا : تم ہی جاؤ اور اُسے کہو کہ تمہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
بُلا رہے ہیں ۔ اعرابی گیا ۔ جا کر کہنے لگا : اے درخت تمہیں رسول عربی
(علیہ الصلوٰۃ والسلام) بُلا رہے ہیں ۔

فَاتَاَهَا (الْأَعْرَابِي فَقَالَ أَيْ جَيْتِي رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)
بَلَسَ يَهْتَكُنِي كِي دیر تھی ۔ درخت پیغام مصطفیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام)
سننے ہی وجد میں آگیا ۔ دائیں طرف جھکا ، بائیں جانب کی جڑوں کو توڑا ۔
بائیں طرف جھکا ، دائیں طرف کی جڑوں کو توڑا ۔ کشاں کشاں بارگاہ
رسالت میں حاضر ہو کر وفور جذبات میں عرض کرنے لگا ،

الْصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ)
یہ سارا منظر قبضہ و تصرف دیکھ کر تعمیل و اطاعت دیکھ کر اعرابی
خوشی سے چیخ پڑا ۔ میرے آقا ! یہ ہی کافی ہے ۔ حَسْبِيَ حَسْبِيَ
حضور سید الکونین رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حکم
صادر فرمایا : ” اے درخت! پس اٹھ جا“ ۔ یہ سننے ہی درخت واپس اپنی جگہ
پر قائم ہو گیا ۔

درخت پیغام سننے ہی سر کے بل کیوں بھاگا ؟ اس لئے کہ مدنی آقا
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اُس کے بھی تو رسول ہیں ۔ (الخصائص الکبریٰ ۲/۳۵۷)
سُنُو سُنُو ! سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں حضور
سید العالمین ختم المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قیادت و رفاقت میں ہم سفر
کر رہے تھے ۔ ایک گرم دادی میں فروکش تھے ۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
رفع حاجت کے لئے تشریف لے گئے ہیں پانی لئے غلامی کا حق ادا کرنے کرتے

دو دو تک کوئی باپڑہ جگہ نظر نہ آئی ۔ دادی کے کنارے پر
الہستادہ تھے ۔ آقائے نامدار نبی مختار سید ابراہم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
الطی تشریف لے گئے ، اُس کی شاخوں کو پھوڑ کر فرمایا ، اللہ تعالیٰ کے
اون سے میرے ساتھ چل ۔

إِنَّمَا ذِي مَعِجْ بِإِذْنِ اللَّهِ
یہ جملہ کہنے کی دیر تھی کہ صحابی کا مشاہدہ کہتا ہے : درخت نقش قدم پر یوں
جیسے مطیع و فرمانبردار اُونٹ ، مالک کے پیچھے پیچھے چلتا ہے ۔
فَانْقَادَتْ مَعَهُ كَالْبَعِيدِ الْمَخْشُوسِ الَّذِي يُصَانِعُ قَائِدَهُ
پھر آپ دوسرے درخت کے پاس تشریف لے گئے ، وہ بھی اسی طرح
قریب آگیا ۔ تب آپ نے دونوں کی طرف ملتفت ہو کر حکم فرمایا : آپس میں مل جاؤ
وہ حکم سننے ہی مل گئے ۔

إِنَّمَا بِإِذْنِ اللَّهِ فَالْتَمِئَا
جھنڈ بن گیا ۔ رفع حاجت فرمایا ۔ آپ جونہی واپس تشریف
لے گئے ۔ درخت اپنی اپنی جگہ چلے گئے ۔

درخت حکم کیوں مان رہے ہیں ، اس لئے ہی ناں ۔ کہ آپ اُن کی
طرف بھی اللہ تعالیٰ کے رسول بن کر آئے ہیں ۔ (الخصائص الکبریٰ)
سُنُو سُنُو ! یعلیٰ بن مرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں : میں بارگاہ
رسالت میں حاضر تھا ۔ آنکھوں نے عجیب و غریب منظر دیکھا ۔ ایک اُونٹ
بھاگتا بھاگتا آیا اور آپ کے قدموں میں بیٹھ گیا ۔ ہم نے مشاہدہ کیا کہ اُونٹ
کی دونوں آنکھوں سے آنسو چھم چھم کر رہے ہیں ۔

إِذَا جَاءَ جَعَلَ يَحْنِي حَتَّى ضَرَبَ بِجَوَانِهِ بَيْنَ يَدَيْهِ

ثُمَّ دَرَسَتْ عَيْنَاهُ -

جی ہاں! اونٹ اپنے رسول سے داستانِ غم کھ رہا ہے۔ حضور سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اونٹ کی دُکھ بھری کہانی سن کر ارشاد فرمایا: یعلیٰ بن مرہ! اس اونٹ کے مالک کو تلاش کرو۔

رَيْحَكَ أَنْظُرْ لِمَنْ هَذَا الْجَمَلُ إِنَّهُ لَهُ لَشَانٌ -

آپ ایک انصاری صحابی کو ساتھ لائے۔ استفسار پر عرض کی: یہ اونٹ کام کا نہیں رہا، سو ہم نے کل مشورہ کیا ہے کہ اس کو ذبح کر دیں۔

سبحانے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یوں نہ کرو، مجھے بیچ دو یا سبہ کر دو۔ عرض کی میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں:

هَبْنِي أَوْ بَعْثْ إِلَيَّ بِكَ هَؤُلَاءِ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَوْسَهُ جَعِيسَةٍ الصَّدَقَةِ ثُمَّ بَعَثَ إِلَيْهِ - (الخصائص الكبرى)

سبحان اللہ سبحان اللہ! پتھر کے بت بھی جانتے تھے کہ یہ ہماری طرف اللہ کے رسول بن کر آئے ہیں، تبھی تو آپ کے اشاروں پر چلتے تھے۔ فتح مکہ کے روز ظہیر کعبہ کے وقت کعبہ میں تین سو ساٹھ بیٹوں کی طرف صرف دستِ رسالت چھڑی سے اشارہ کر رہا تھا اور وہ منہ کبے بل کر رہے تھے۔

فِي يَدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضِيبٌ فَجَعَلَ يُشِيرُ إِلَيْهِ وَيَقُولُ جَاءَ الْحَقُّ وَذَهَبَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا جَاءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِي الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيدُ فَبَعَلْتُ تَسْتَفِي مِنْ غَيْرِ أَنْ يَمُسَّهَا -

(الخصائص الكبرى)

حضور! مدینہ طیبہ میں مسجد نبوی شریف میں حضور سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک کھجور کے سُوکھے ہوئے تنے سے اشارہ کر رہے تھے۔ جب ایک خاتون نے منبر پر ادا اور آقا سے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس پر جلوہ شکن کی تھی۔ اس مختصر لیکن مستقل ہجرتِ اوراق کو ستونِ خانہ داشت نہ کر سکا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا مشاہدہ بیان کرتے ہیں: تنے — ہاں ہاں! کھجور کے سُوکھے تنے سے ایسی درد انگیز رونے کی آواز آئی جس طرح تم شدہ بچے کی ماں کی آواز ہوتی ہے۔ یہ دُکھ بھرا رونا ہمدرد و شفیع آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سُنانہ گیا۔ آپ نے منبر سے نزول فرمایا اور کھجور کے سُوکھے تنے کو اُلم تشرح کے سینے سے چٹایا۔ تناسل کیاں بھر کر خاموش ہو گیا۔

قَالَ أُنْسٌ فِي الْمَسْجِدِ فَسَمِعْتُ الْحَشِيَّةَ تَحْنُ حَنِينٌ أَوَالِهِ فَمَا زِلْتُ تَحْنُ حَتَّى نَزَلَ إِلَيْنَا فَاحْتَضَنَهَا فَسَكَتُ

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ بیان کرتے ہیں اور میں چھیم چھیم برسنے لگے ہیں۔ فرماتے ہیں: اے اللہ تعالیٰ کے بندو! جب ایک لکڑی کی حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے عند اللہ مقامِ درجہ کی وجہ سے ان کی طرف اشتیاق کی یہ حالت ہے، تم تو اس اشتیاق کے کہیں زیادہ حقدار ہو!

فَكَانَ الْحَسَنُ إِذَا حَدَّثَ بِهَذَا الْحَدِيثِ بَكَى ثُمَّ قَالَ أَعْشِيَّةُ يَا عِبَادَ اللَّهِ تَحْنُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ شَوْقًا إِلَيْهِ لِمَكَانِهِ مِنَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فَانْتُمْ!

أَحَقُّ أَنْ تَشْتَا قَوْا إِلَى لِقَائِهِ - (الخصائص الكبرى ۲/۴۶)

سبحان اللہ سبحان اللہ! حضرت ابو سید الساعدی البدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا: اے ابو الفضل! کل اپنے بیٹوں کے سنگ اپنے گھڑ بنائے مجھے تم سے کوئی کام ہے۔ دوسرے روز آپ تشریف لے گئے، ان سب کو اکٹھا کیا اور ان پر اپنی چادر ڈال کر اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی:

اے رحیم و کریم پروردگار! یہ میرے چچا ہیں؟ اور یہ میری اہل بیت ہے جس طرح میری چادر نے ان کو چھپالیا، تو بھی جہنم کی آگ سے ان کو چھپالے۔ حیرت انگیز امر یہ تھا کہ سرور دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دعا فرماتے تھے اور گھر کی دیواریں اور دروازہ کی چوکھٹ آمین کہتے تھے۔

قَالَ هَذِهِ الْعَبَّاسُ عَمِّي وَصَوَّافِي وَهَؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي اللَّهُمَّ اسْأَلُهُمْ مِنَ النَّاسِ كَيْفَ نَزَلْتُ إِيَّاهُمْ بِمَلَأْتِي هَذِهِ قَامَتِ أَسْكُفَةُ الْبَابِ وَحَوَائِطُ الْبَيْتِ آمِينَ ثَلَاثًا -

(الخصائص الكبرى ۲/۴۷)

سبحان اللہ سبحان اللہ! حیوان بھی جانتے تھے کہ آپ ہماری طرف اللہ کے رسول بن کر آتے ہیں۔ ابن عمر ان فرماتے ہیں: ایک اعرابی ایک گاوہ شکار کئے دامن میں اٹھاتے جا رہا تھا۔ خیال تھا کہ اپنے اہل خانہ کے پاس لے جائے گا۔ ذبح کرے گا۔ بھونے گا اور کھائے گا۔ سربراہ گذر۔ ماہ عرب دعجم فخر بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے گرد دیوانوں کا ہالہ دیکھ کر کہا۔ استفسار کیا: یہ جماعت کیسی ہے؟ ارے یہ تو اللہ تعالیٰ کے محبوب نبی محمد بن عبد اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

اللہ تعالیٰ پر آیا۔ اُس کا یہ اندازہ صحابہ کرام کی طبع محبت پر گراں نہ آیا۔ اپنے بغض و عناد کا اظہار کرنے لگا۔ مجھے لات و عترتی کی بات اس سے بڑھ کر کوئی میرے لئے مبغوض شخص نہیں ہے۔ میری قوم ان مجھے جلد باز نہ کہتی، تو میں جلدی سے اسے قتل کر دیتا اور ہر کالے اور گولے کے لئے راحت و مسرت کا سامان فراہم کرتا۔ بنو ہاشم اور دوسرے قبائل ان سو جاتے، کیونکہ یہ ہمارے معبودوں کو گالیاں دیتا ہے۔

یہ سب نفرت و حقارت کی باتیں سن کر لہا سے رسالت پر مسکراہٹ ہی بکھری ہوئی۔ آپ نے اعرابی کو پہچان کر کہا:

اے بنو سلیم کے بھائی! ایسی گفتگو پر تجھے کس نے ابھارا ہے کہ تو اب آداب محفل کو بھی فراموش کر بیٹھا ہے؟

يَا أَخَا بَنِي سُكَيْمٍ مَا حَمَلَكَ عَلَى الذِّمِّي قُلْتَ وَكَلَّمَ تَكُونُنِي فِي مَجْلِسِي -

اسی طرح اپنے نرش لہجہ میں کہنے لگا، میں آپ پر ایمان لے آؤں گا، اگر یہ گاوہ آپ پر ایمان لے آئی؟ اور گاوہ آپ کے سامنے پھینک دی۔

اس گستاخانہ لہجہ پر عشق فاروق میل اٹھا۔ عرض کی اے آقائے کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! اجازت فرمائیں: اس گستاخ کا سر قلم کر دوں؟ حضور رحمت کامل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے عمر! رضی اللہ تعالیٰ عنہ) یہ تیرے صبر کا پیمانہ تھا جو لبریز ہو گیا، میں نے تو اس سے برہم برہم گفتگو سن کر بھی مسکرا کر دیکھا۔

فَقَالَ عُمَرُ أَيْدُنِي أَنْ أَضْرِبَ عُنُقَهُ فَقَالَ أَمَّا عَلِمْتُ أَنَّ الْحَكِيمَ كَادَ يَكُونُ نَبِيًّا -

حضور سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے گوہ کی طرف التفات فرمایا۔
جو نہی گوہ کو پکارا، خوشی و مسرت سے جھوم جھوم کر پکارا اٹھی، میں حاضر ہوں۔
قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ إِنَّ فِي الْأَرْضِ لَأَنْبِيَاءَ كُنُوزُهُمْ كُنُوزُ السَّمَاوَاتِ يَخْبِئُونَ
عَنْ بَنِي آدَمَ كُنُوزَهُمْ كُنُوزُ السَّمَاوَاتِ يَخْبِئُونَ عَنْ بَنِي آدَمَ كُنُوزَهُمْ كُنُوزُ السَّمَاوَاتِ يَخْبِئُونَ عَنْ بَنِي آدَمَ

استفسار فرمایا، تو کس کی عبادت کرتی ہے؟
عرض کی، اُس ذاتِ اقدس کی، آسمانوں میں جس کا عرش ہے، زمین میں
جس کی حکمرانی ہے، سمندر میں جس کا راستہ ہے، جنت میں جس کی رحمت ہے
جہنم میں جس کا عذاب ہے۔

الَّذِي فِي السَّمَاءِ عَرْشُهُ وَفِي الْأَرْضِ سُلْطَانُهُ وَفِي
الْبَحْرِ سَبِيلُهُ وَفِي الْجَنَّةِ رَحْمَتُهُ وَفِي النَّارِ عَذَابُهُ أَجَلُهُ
منرمایا، میں کون ہوں؟ کہنے لگی،

آپ رب العالمین کے رسول ہیں، ختم نبوت کے تحت مرتبہ پر جاؤ مگر
ہیں، آپ کی تصدیق فلاح کی ضامن ہے اور تکذیب ناپاکامی و نامرادی کی سند
رَسُولُ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ قَدْ أَفْلَحَ مَنْ

صَدَّقَ قَوْلَهُ وَخَفِيَ حَقُّهُ كَذَّبَكَ الْمَصَائِصُ الْكَبِيرُ ۲/۲۵
اعرائی اُس رسالتِ عامہ اور حیوان کی اطاعت و تمیل کا نظارہ کیا۔ دل
کی دنیا میں انقلاب بپا ہو گیا۔ عرض کرنے لگی، اس کے بعد مجھے کسی
شہادت کی ضرورت نہیں۔

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ
نہا تعالیٰ کی قسم! اس بارگاہ میں اس حال میں آیا ہوں کہ کوئی آپ سے بڑھ کر نبی
نہ تھا اور اس حال میں جا رہا ہوں کہ آپ سے بڑھ کر کوئی محبوب نہیں ہے۔

سُبْحَانَ اللَّهِ سُبْحَانَ اللَّهِ! ساری کی ساری کائنات حضور سرورِ دو عالم
رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قبضہ و تصرف میں ہے۔ آسمان پر
بھی آپ کا راج ہے، زمین پر بھی آپ کی حکمرانی ہے۔ تبھی تو گستاخ و
بے ادب کو زمین بھی باہر نکال پھینکتی ہے۔ جلیل القدر صحابی حضرت انس
رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں، ایک نصرانی حلقہ بگوش اسلام ہوا۔ یہ
سورہ بقرہ اور آل عمران لکھ کر بارگاہ رسالت میں پیش کرتا۔ بد قسمتی سے یہ
دوبارہ عیسائی ہو گیا۔ شانِ نبوت میں گستاخانہ کلمات بکتا۔ معاذ اللہ معاذ اللہ
کہتا، (حضرت) محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فقط وہی کچھ جانتے ہیں جو ان
کو میں لکھ کر دیا کرتا تھا۔ چراغِ زیست گل ہوا، اعزہ و اقارب نے دفن
کیا۔ صبح یہ منظر دیکھ کر انگشت بدندان رہ گئے کہ زمین نے اُس کی لاش
کو باہر پھینک دیا ہے۔ عیسائی کہنے لگے یہ فعل اصحابِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ
والسلام کا لگتا ہے۔ انہوں نے اس کو اپنے دین سے برگشتہ ہونے کی سزا دی
ہے۔ ان نے زمین کو مزید گہرائی تک کھودا، دفن کیا۔ دوسرے نے دیکھا
تو پھر اُس کی لاش قبر سے باہر پڑی تھی۔ پھر ان ہی کلمات کو دہرایا۔
اور جس قدر ممکن تھا قبر گہری کھودی اور دفن کر دیا۔

وَحَفَسُوا دَلَّاهُ وَأَعَمَّقُوا مَا اسْتَطَاعُوا فَأَصْبَحُوا فَقَدْ
كَفَطَتْهُ الْأَرْضُ۔

صبح کو دیکھا، تو لاش پھر باہر پڑی تھی۔ اسی حالت میں چھوڑ کر چلے گئے۔ کہتے جا رہے تھے: یہ فعل کسی انسان کا نہیں لگتا۔

جی ہاں۔ زمین تو مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی غلام تھی اس گستاخ کو کیوں کر قبول کرتی۔

سبحان اللہ، سبحان اللہ! چونکہ مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم شانِ کم سے بزمِ کائنات میں جلوہ فرما ہوئے تھے، اسی لئے جانور بھی اپنی درد بھری داستانیں بارگاہِ رسالت میں پیش کرتے ہیں۔

حضرت وضین بن عطار رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: ایک قصاب نے باڑھا کا دروازہ کھولا۔ ذبح کی خاطر ایک بکری کو پکڑا، وہ رستی چھڑا کر بھاگی۔ بھاگتے بھاگتے ملجائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ یکس پناہ میں حاضر ہو گئی۔ قصاب بھی پیچھے آیا اور ٹانگ سے پکڑ کر گھسیٹنے لگا۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا۔ فرمایا: اے بکری! حکمِ ایزدی کے رو برو صبر سے سر جھکاوے، اور اے قصاب! تو اسے موت کی طرف نرم روی سے لے چل۔

اَصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تُبْكِسْ عَيْنَاكَ لِلْخَالِكِ وَأَنْتَ كَالْهَرَّةِ إِذَا حُزِرَ لَهَا فَتَقْبَضُ إِلَى الْمَوْتِ سَوْقًا رَفِيقًا۔

کیا آپ نے غور فرمایا یہ بکری بارگاہِ رسالت میں کیوں حاضر ہوئی؟ اسی لئے نا۔ کہ آپ بزمِ ہستی میں شانِ کم سے جلوہ گر ہوتے ہیں۔

(الخصائص الکبریٰ: ۲/۴۷)

سبحان اللہ، سبحان اللہ! گوشِ محبت سے سماعت کر دے اور فرطِ عقیدت سے جھوم اٹھو۔ اُمّ المؤمنین حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

دفرماتی ہیں: ہادی دو عالم رسول مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم صحرائیں تھے۔ ایک بار وہ سماعت سے ایک کچھ بھری صدا سنا۔ کوئی التجا کر رہا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، چہرہ انور پھیر کر دیکھا کوئی انسان تھا، بلکہ زنجیروں میں جکڑی ایک ہرنی فریاد کر رہی تھی۔ میرے ملجا و ماویٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) میرے قریب تشریف لائے۔

فَإِذَا ظَلَمْتَهُ مُؤْتِقَةً فَقَالَتْ أَدْنِ مِنِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ

رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْكَ وَسَلَّمَ

مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، قریب تشریف لے گئے۔ فرمایا: اے ہرنی! میری کیا حاجت ہے؟ عرض کرنے لگی: اسی پہاڑ میں میرے دو بچے ہیں وہ بھوک سے ہلکے ہوئے ہیں۔ مجھے کھول دیجئے تاکہ میں ان کو دودھ پلاؤں۔ فرمایا: گو واپس آجائے گی؟ عرض کی: واپس نہ آئی، تو رب کائنات مجھے بہک عذاب میں گرفتار کرے۔ آپ نے کھول دیا۔ ہرنی بھاگ بھاگ گئی اور دودھ پلا کر واپس آ گئی۔ آپ نے دوبارہ باندھ دیا۔ اعرابی، جس نے ہرنی کو زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا، جاگ پڑا، آفتابِ نبوت (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی نیت سے شاد کام ہوا۔ عرض کرنے لگا: اے محبوبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، ارشاد فرمائیے، میرے لائق کوئی کارِ خدمت؟ ارشاد فرمایا: اس ہرنی کو کھول دے۔ اعرابی نے کھول دیا۔ ہرنی شکرانے کے گیت: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّكَ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ گاتی ہوئی دوڑ گئی۔ صحابی رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: ربِّ ذو الجلال کی قسم! میں نے اس ہرنی کو تسبیح کرتے ہوئے صحرائیں دیکھا، وہ کہتی تھی:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ

فَإِنَّا وَاللَّهِ رَأَيْنَا قَسَبَ فِي الْبَرِّيَّةِ وَتَقُولُ لَدَالَهُ

جی ہاں! یہ مصیبت زدہ سرٹی اس بارگاہ بیگم پناہ کے علاوہ کہاں
نشریاد کرتی؟ (الخصائص الکبریٰ ۱/۲۴۰، ۲۴۱)

سبحان اللہ سبحان اللہ! پرندے بھی اپنی فریادیں بارگاہ رسالت پاک
علیہ الصلوٰۃ والسلام میں پیش کرتے تھے۔ جلیل القدر صحابی حضرت ابن مسعود
رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:

ہم مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رفاقت میں سفر کر رہے تھے۔
ایک رخت کے قریب سے گزرے، اس پر چڑیا کے دو بچے تھے، ہم نے دونوں کو
پکڑ لیا۔ پکڑیا حضور نبی کریم روف درجیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں
آئی اور عرض کرنے لگی، آقائے کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی
فریاد سن کر ارشاد فرمایا: کس نے اس پر چڑیا کے بچے اٹھا کر اسے درد مند کیا؟
عرض کی، ہم نے ارشاد فرمایا: واپس کر دو۔ تو ہم نے دونوں بچوں کو واپس اسی جگہ
رکھ دیا۔

مَنْ فَجَّعَ هَذِهِ بِنَفْسِ خِيَامًا قُلْنَا نَحْنُ قَالَ دُدُّوهُمَا

مَوْضِعَهُمَا فَوَدَدْنَا هُمَا - (الخصائص الکبریٰ ۲/۶۳)

چڑیا بارگاہ رسالت میں عرض اس لئے ہی کرتی کہ وہ جانتی ہے کہ یہ آقا
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم شان کیم سے تشریف لاتے ہیں

سبحان اللہ سبحان اللہ! اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
ارشاد فرماتی ہیں، آل رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ایک وحشی گائے تھی
حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لے جاتے تو وہ بیقرار
ہو جاتی، جو نہی واپس تشریف فرما ہوتے، آرام و سکون سے بیٹھ جاتی۔

وَإِذَا جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
بِضْ فَلَمْ يَكُنْ مَرَّةً مَا دَامَ فِي الْبَيْتِ -

(الخصائص الکبریٰ ۱/۲۴۳)

آئیے! ایک اور ایمان افروز حدیث سماعت فرمائیں، ابن منظور کہتے ہیں
مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر فتح کیا۔ ایک سیاہ رنگ کا
رازگوش ملا۔ باہم گفتگو ہونے لگی۔ درازگوش بارگاہ سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وآلہ وسلم میں عرض کرنے لگا، میرا نام یزید بن شہاب ہے، میرے دادا کی
اسل میں سے ساٹھ درازگوش پیدا ہوئے۔ ہر ایک پر ایک نبی نے سواری
کی۔ اپنی نسل سے فقط میں ہی رہ گیا ہوں۔ آپ بھی رب کائنات جل شانہ
کے آخری نبی ہیں، میری آرزو ہے کہ آپ مجھ پر سواری فرمائیں۔

قَدْ كُنْتُ أَتَوَقَّعُ أَنْ تَوَكِّبَنِي كَمَا يَتَّقِي مِنْ نَسْلِ جَدِّي
غَيْرِي وَلَا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ غَيْرِي -

جی ہاں! درازگوش بھی جانتا تھا کہ ختم نبوت کا سہرا ان ہی کے سر پہ
گدھے سے بدترین ہے وہ شخص، جو آب نبوت کا دعویٰ کرے۔

درازگوش نے اپنی عرض جاری رکھی۔ آج کی ملاقات سے پہلے میں ایک بیٹوی
کی ملکیت میں تھا، میں عمداً اس کو گرا دیتا تھا، وہ مجھے بھوکا پیاسا رکھتا اور مارتا
بیٹتا۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آج سے
تو یغفور ہے اور اپنے ساتھ لے آئے۔

سنو سنو! اور ایمان تازہ کر دو۔ مدنی محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
اس درازگوش سے کیا خدمت لیتے؟ کسی صحابی کو بلانا مقصود ہوتا تو اس
درازگوش کو روانہ فرما دیتے۔ درازگوش حکم سمجھتا۔ تعمیل ارشاد کرتا۔

قاصدین کو اسی صحابی کے دروازہ پر جانا، سر سے دروازہ کھٹکھٹاتا، صحابی باہر نکلتے، اشارہ کرتا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یاد فرما رہے ہیں۔

اَوْحَىٰ اِلَيْهِ اَنْ اَجِبَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ اٰلِہٖ وَسَلَّم اور سنو! جب مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وصال فرما گئے۔ ہر طرف تاریکی چھا گئی۔ دراز گوش اس بھر و فراق کو گوارا نہ کر سکا۔ ابوالہشتم بن الہتہان کے کنوئیں پر آیا اور اس میں چھلانگ لگا دی۔

فَلَمَّا قُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّم جَاذَ الرَّجُلُ بِمِثْرٍ يَشْتَرُ لِاَبْنِی النَّهْیْتَمِ بْنِ النَّیْمَانِ فَكَرَّ دُیْ فِیْہَا جَزَعًا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم (الخصائص الکبریٰ ۲/۶۴)

سبحان اللہ سبحان اللہ! — فقط یہ ہی نہیں، بلکہ جانور تو مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے غلاموں کے بھی غلام ہیں۔ ہاں ہاں —؟ حق غلامی ہے بھی یہی — حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: ہم سمندر میں ایک کشتی پر سوار ہوئے۔ کشتی ٹوٹ گئی۔ میں ایک تختے پر سوار کنارے لگا۔ ایک صحرا میں سفر کرنے لگا۔ ایک شیر — جنگل کا بادشاہ — میری طرف بڑھا۔ میں نے اُس کو دیکھا تو کہا: اے ابوالحارث (شیر) میں سفینہ ہوں، تاجدارِ مدینہ، سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا غلام! —

سنو، سنو! جوں ہی شیر اس تعلق اور نسبت پر آگاہ ہوا — دم ہلاتا ہوا — غلامی کا اشارہ کرتا — پہلو میں آکھڑا ہوا — پھر میرے ساتھ

اے! — مجھ کو راہ پر چھوڑا — اور بلبلانے لگا — گویا وہ مجھے اللہ عزوجل

قُلْتُ يَا اَبَا الْحَارِثِ اَنَا سَفِيْنَةٌ مَّوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فَاقْبَلْ یَبْنَیْہِ بِذَنْبِہٖ حَتّٰی قَا عَلٰی مَیْمَنِیْ ثُمَّ مَشٰی مَعَنٰی حَتّٰی اَقَامَنٰی عَلٰی الطَّرِیْقِ ثُمَّ هَمَمَ فَاَبَتْ اَنَّهُ یُوَدِّعُنِیْ۔ (الخصائص الکبریٰ ۲/۶۵)

سبحان اللہ سبحان اللہ! کس نے حکمِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعمیل نہیں کی — ہاں تعمیل کیوں نہ ہوتی — مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تو سب کی طرف اللہ تعالیٰ کے رسول بن کر آئے ہیں۔

سنو، سنو! سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ارشاد فرماتے ہیں: ایک عربی بارگاہ رسالت میں حاضر خدمت ہوا۔ عرض کی: میں کس طرح پہچانوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں؟ آپ نے فرمایا: اگر میں کھجور کی اس شاخ کو بلاؤں تو ایمان قبول کر لو گے؟ عرض کی جی ہاں! آپ نے بلایا، وہ شاخ فوراً تنے سے جدا ہوئی اور سجدے کرتی ہوئی بارگاہ اقدس میں حاضر ہو گئی۔ اب آپ نے ارشاد فرمایا: واپس لوٹ جا، تو وہ شاخ فوراً اپنی جگہ لوٹ گئی۔

فَدَعَاہُ فَجَعَلَ یُنْقِرُ اَحٰی یَنْتَبُ حَتّٰی اَتَاہُ عَلٰی الْاَرْضِ فَاَقْبَلُ وَهُوَ یَسْجُدُ حَتّٰی اَنْتَهٰی اِلٰی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ثُمَّ قَالَ لَہٗ اِرْجِعْ فَعَادَ قَالَ الْاَعْدَاۤیُ اَشْہَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

عربی نے تعمیل ارشاد کا یہ انوکھا منظر دیکھا تو بے ساختہ پکارا اٹھا، اَشْہَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ (الخصائص الکبریٰ ۲/۳۶)

سُبْحَانَ اللَّهِ سُبْحَانَ اللَّهِ اقاضی عیاض علیہ الرحمہ منہ ماتے ہیں۔
 حضور سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سفر میں تھے۔
 نماز گھڑی ہونے لگی، تو ایک گھوڑے سے فرمایا: اللہ تعالیٰ تجھ میں برکت ڈالے
 یہاں ٹھہرا رہے، حتیٰ کہ ہم نماز سے فارغ ہو جائیں۔ گھوڑا بندھا ہوا نہ تھا۔
 اسے آپ نے قبلہ رخ کھڑا کر دیا۔ آپ نے نماز مکمل کی۔ گھوڑے نے یوں تعمیل
 ارشاد کی کہ ذرہ برابر بھی اپنی جگہ سے نہ ہلا۔

فَمَا حَذَّكَ عُصْفُورًا حَتَّى صَلَّى صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
 غور فرمایا۔ گھوڑے کو حکم کیوں دیا جا رہا ہے، اس لئے ہی ناں کہ آپ جانتے
 ہیں۔ ساری کائنات میرے قبضہ و اختیار میں ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
 سُبْحَانَ اللَّهِ سُبْحَانَ اللَّهِ! یہ نور عظیم چونکہ ساری کائنات کی طرف تشریف فرما
 ہوئے ہیں، اسی لئے ہر ذرہ کائنات صلوٰۃ و سلام عرض کر رہا ہے۔

امیر المؤمنین حضرت سیدنا حیدر کتر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا چشم دید واقعہ
 بیان فرماتے ہیں، مکہ المکرمہ میں فاقہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نصیب
 رہی۔ باہر نکلتے تو سامنے آنے والا ہر درخت، پتھر، چٹان اور پہاڑ عرض کرتا،
 الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ۔

فَمَا اسْتَقْبَلَهُ شَجَرٌ وَلَا حَجَرٌ وَلَا مَكْدُرٌ وَلَا جَبَلٌ إِلَّا قَالَ لَهُ
 الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ۔

سُبْحَانَ اللَّهِ سُبْحَانَ اللَّهِ! کو نسا وہ ذرہ کائنات ہے جس نے تعمیل ارشاد
 کی تعمیل ارشاد کیوں نہ ہوتی، جبکہ رب کائنات نے ان کے سر اقدس پر سات علم
 کا تاج سجا کر مبعوث فرمایا تھا۔ حضرت اسماء بنت عیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد
 فرماتی ہیں، قلب مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر وحی خداوندی کا نزول ہو رہا تھا۔

اقرب حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جھولی میں تھا، آپ نے ابھی نماز عصر ادا
 کی تھی، اسی عالم میں سورج غروب ہو گیا۔ سید دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
 نے استفسار فرمایا: اے علی! نماز ادا کر لی ہے۔ عرض کی، میرے آقا نہیں۔
 نگاہ فطرت نے ایک محیر العقول منظر دیکھا۔ بارگاہ قدوسیت میں ہاتھ بند
 تے۔ کہائے اقدس نے جنبش فرمائی: اے رب کائنات! علی تو تیری اطاعت میں
 تھا، تیرے رسول کی فرماں برداری میں تھا، سو سوچ کو واپس پھیر دے۔

الفاظ دعا عجیب ہیں۔ حیدر کرار کرم اللہ وجہہ کی تو نماز عصر
 نماز وسطیٰ قضا ہو گئی۔ فرض کی قضا اطاعت شعاری کیسے بن گئی۔ لیکن حضور
 سید دو عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرما رہے ہیں کہ اے
 رب کائنات جل شانہ، علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تیری فرماں برداری کر رہا تھا۔
 معنی یہ ہوا کہ احترام و ادب مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں اگر نماز بھی قضا
 ہو جائے، تو وہ اطاعت خدا تعالیٰ ہے، کیونکہ ”اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے“
 اللَّهُمَّ إِنَّكَ كَانَتْ فِي طَاعَتِكَ وَطَاعَةِ رَسُولِكَ قَادَةُ دَعَائِكَ الشَّمْسُ
 جو نہی یہ کلمات طیبہ زبان اقدس سے نکلے۔ اسماء بنت عیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا
 ارشاد فرماتی ہیں، میں نے سورج کو غروب ہوتا دیکھا تھا، لیکن اب وہ دوبارہ مغرب
 سے طلوع ہو رہا تھا،

ثُمَّ دَاْعَيْتُهَا طَلَعَتْ بَعْدَ مَا غَرَبَتْ۔ (الخصائص الكبرى ۲/۸۲)
 سُبْحَانَ اللَّهِ سُبْحَانَ اللَّهِ! چونکہ یہ نور عظیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جمیع کائنات کی طرف
 مبعوث ہوا تھا، اور کائنات کا ذرہ ذرہ اس حقیقت سے آگاہ بھی تھا، ہوائے
 سرکش انسانوں اور جنوں کے۔ اسی لئے ساری کائنات نے غلامی کا حق ادا کیا۔
 قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ۔

منظہر کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

چوتھا اور پانچواں کلمہ "مِنَ اللّٰهِ"

سبھی اعتراضات کے آگے بند باندھ دیا۔ چونکہ آنے والا عجیب شان کے ساتھ آیا۔ جس کی ذات بھی حدِ ادراک سے ماورا ہے، بھی تو سیدِ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرما رہے ہیں، اے ابوبکر! تم نے زندگی کے اکثر لحظات میری سنگت میں گزارے کہیں یہ نہ سمجھ بیٹھا کہ تم میری حقیقت سے آگاہ ہو گئے ہو۔ یاد رکھو میری حقیقت ذات کو میرے رب تعالیٰ کے ہوا کوئی نہیں جانتا۔

يَا اَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقُ لَمْ يَعْرِ فَنِي حَقِيقَةً غَيْرَ رَبِّي۔

حضرت علامہ علی بن برہان الدین حلبی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: یہی نہیں بلکہ ہر ہر شانِ نزال ہے۔ محیر العقول ہے۔ عقل منکر ہے۔ رب کائنات جل جلالہ نے ان دو کلمات سے صراحت فرمادی سنو! یہ دیکھنے سے قبل کہ کس شان سے آیا ہے۔ یہ غور کر لینا کہ کہاں سے آیا ہے۔ یہ تو اللہ رب العزت کی بارگاہ سے آیا ہے۔ سنو سنو! اُن کی کسی شان کا انکار کیا، تو انکار اُس کا نہیں، میری قدرت کا انکار ہوگا۔ میری عطا کا انکار ہوگا۔

خدا کا وہ نہیں ہوتا، خدا اُس کا نہیں ہوتا

جسے آتا نہیں ہونا تمہارا یا رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم،

آفتاب کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

چھٹا کلمہ "نُورٌ" ہے۔ وہ مقصود کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فکری ہوئے، لیکن کس شان کے ساتھ۔۔۔ سراپا نور بن کر۔۔۔ ہاں ہاں "نُورٌ" پر تنوین ہے، اور یہ تنوین تعظیم و تکریم پر دال ہے۔ اے نادانوں! تم نور پر جنگِ جہل کر رہے ہو۔ میرے آقا! اللہ الصلوٰۃ والسلام نور نہیں، نورِ عظیم ہیں۔ نورِ انوار ہیں!۔۔۔ سنو سنو! کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں، یہ نور۔۔۔ نورِ عظیم۔۔۔ جہن آدم میں یوں نظر آتا تھا، جیسے دوپہر کے وقت سورج درخشندہ ہو۔ یا شبِ بیکجور میں چودھویں رات کا چاند۔

فَكَانَ نُورٌ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي دَائِرَةِ نُورِهِ أَدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَالشَّمْسِ فِي دَوْرَانِ فَلِكُمَا وَكَانَ نُقْمٌ فِي دِيْعُوسٍ لَيْلَةً ظُلُمَاءً۔ (مجتہد اللہ علی العالمین: ۲۱۸) دیکھو دیکھو! جب نورِ عظیم صلبِ آدم کو ودیعت کیا گیا۔ ابوالہریرہ علیہ السلام نے مشاہدہ کیا کہ عالم بالا کی قدسی مخلوق ملائکہ دستِ بستہ۔ صفِ صف۔ احترام و اکرام کی مجسم تصویر بنے، جبھر آدم علیہ السلام تشریف لے جاتے ہیں۔ پیچھے پیچھے چلتے ہیں۔ حیرت و استعجاب کے سنگم پر ایسا کہ استغفار کرتے ہیں۔ پروردگارِ عالم اس احترام و اعزاز کا پس منظر کیا ہے۔ بارگاہِ عرشِ آواز آتی ہے۔ اے آدم! یہ اُس نورِ مصطفوی کی زیارت سے آنکھوں کی روشنی بجھانے ہیں، جو آپ کی پشتِ انور میں موجود ہے۔

فَقَالَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى يَنْظُرُ وَنَ إِلَيَّ نُورُ خَاتَمِ الْأَنْبِيَاءِ۔

(مجتہد اللہ علی العالمین: ۲۱۷)

سنو سنو! پا نگاہ جلال و جبروت سے آواز آرہی ہے۔ فرشتے
آؤ۔۔۔ سب کے سب مل کر ابوالبشر علیہ السلام کے روبرو جبین تعظیم و تکریم
ختم کر دو۔۔۔ یہ حکم صادر ہوا۔۔۔ پھر چشم کائنات نے عجیب منظر دیکھا
سب کی سب نوری مخلوق۔۔۔ خاکی وجود کی دہیز عظمت و کرامت پر
خامہ فرسانی کر رہی ہے۔۔۔ وَلَقَدْ كُذِّبَتْ بَنِي آدَمَ۔۔۔ کا غلغلہ پیانے
سنو سنو! یہ احترام و اکرام کو نصیب کیوں ہوا۔۔۔ ہاں تو سنو سنو۔۔۔
اس صدائے محبت کو سماعت کرو۔۔۔ امام خضر الدین رازی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں
سجدہ تعظیمی ہرگز ہرگز ابوالبشر علیہ السلام کو نہ تھا، بلکہ اُس نور مصطفوی علیہ الصلوٰۃ والسلام
کے حضور والہانہ عقیدت کا اظہار تھا۔۔۔ جو آپ کی جبین اقدس میں درخشندہ تھا۔
ہاں ہاں۔۔۔ مدنی آقا علیہ النجیۃ والثناء نور ہی نہیں۔۔۔ نور عظیم ہیں
ذہن میں خیال آ رہا ہو گا کہ منافات ہے۔۔۔ ایک روایت کہتی ہے۔۔۔ یہ نور پاک
صلیب اقدس میں تھا۔۔۔ اور دوسری روایت کہتی ہے کہ جبین النور میں تھا۔
سنو سنو۔۔۔ یہ تضاد نہیں۔۔۔ منافات نہیں۔۔۔ بلکہ نور پاک کی عظمت پر دلیل
روشن ہے۔۔۔ دوستو! یہ نور پاک اصلاً تھا، تو صلیب اطہر میں۔۔۔ لیکن چونکہ
نور نہ تھا، بلکہ نور عظیم تھا، اس لئے درخشندگی و تابندگی کا یہ عالم تھا۔
اُس کی شعاعیں جبین اقدس سے بھی نظر آتی تھیں۔

اور سنو سنو۔۔۔ اُس مجلس تعظیم میں ایک اذلی بد بخت بھی تھا
جس کی نگاہوں پر تکبر و دعوت کے دبیز پردے تھے۔۔۔ جس کو فقط بشریت

والدی۔۔۔ لباس بشریت میں ستور نور الہی کے نظارہ سے محروم رہا۔۔۔
ایزدی عین کر اگر گلیا۔۔۔ تعظیم و تکریم کا انکاری ہوا۔۔۔ گردن کبر و نخوت سے
رہا۔۔۔ رب ذوالجلال نے زندگی بھر کی عبادتوں پر چشم زدن میں قلم نسخ پھر کر کیا
ملعون! ہمیں تیری عبادتوں سے کوئی سروکار نہیں۔ اگر تو نور مصطفوی کا منکر
اگر تعظیم محبوب سے انکاری ہے اور اُس جس کا دل تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم سے خالی ہے، اُسے ہماری بارگاہ میں نہ لے جائیں۔ اگر تو نور اقدس
ہے۔۔۔ ہماری لعنت کا طوق قیامت تک تیرے گلے کا ہار رہے گا۔
جی ہاں، وہ فقط نور نہیں۔۔۔ نور عظیم ہیں، جس کی حقیقت کا ادراک عقل انسانی
مکمل ہی نہیں، تبھی تو جب نور اقدس حضرت شہید علیہ السلام کی زوجہ مطہرہ کے
طن اقدس میں جلوہ گر ہوا۔۔۔ ہر جہت سے مسرتوں سے لبریز مبارک کی عدا میں آئیں
لے بیٹھا۔۔۔ کچھ بشارت ہو کہ تجھے نور مصطفوی ودیعت کیا گیا ہے۔
سَمِعْتُ زَيْدَ الْأَصْوَاتِ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ هَذَا لَكَ يَا بَيْضَاءُ
ابْنِ بَشَرٍ فَقَدْ اسْتَوْدَعَكَ اللَّهُ فَتَعَالَى نُورُ مُحَمَّدٍ وَالمصطفیٰ (صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم)
ہاں ہاں سنو سنو! نسل در نسل یہ نور اقدس پاکیزہ اصلاً پاکیزہ بطون
میں منتقل ہوتا ہوتا ہوا۔۔۔ صلیب اقدس میں ظہور پذیر ہوا۔۔۔ اللہ رب العزت نے اسی
نور اقدس کے تصدق سے دنس الارض سے طہارت کی سند عطا فرمائی۔ آپ کی
جبین اقدس میں جب یہ نور پاک نور انشاں ہوا تو اہل کتاب کے بڑے بڑے علماء
اپنی بیٹیاں عقد زوجیت کے لئے پیش کرتے اور سنو سنو فقط یہ نہیں بلکہ جس شی
کے قریب گزر سوتا، وہ نور مصطفوی کی تعظیم میں سجدہ ریز ہو جاتی اور جو شخص اُس
نور الہی کا مشاہدہ کرتا، کشاں کشاں تعظیم کی خاطر آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوتا۔

كَانَ لَا يَمُوتُ إِلَّا سَجَدَ لَهُ أُنْحَى خَضَعٌ وَلَا يَمُوتُ إِلَّا أَحَدٌ

مِنَ النَّاسِ (الْأَقْبَلُ نَحْوَهُ) - (حجۃ اللہ علی العالمین: ۲۱۹)

جی ہاں۔ میرے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فقط نور نہیں نور عظیم ہیں، تبھی تو جب عرب لوگ قحط شدید کے دہکتے ہوئے انگاروں پر لڑ لگتے۔ عبد المطلب کا دست اقدس تھامتے۔ جبل ثبیر پر جا کر بارگاہ خداوندی میں دامن مراد واکر دیتے۔ اے رحیم و کریم پروردگار۔ ہمیں رحمت کی بارش عطا فرما۔ بس دُعا مانگنے کی دیر ہوتی۔ نور مصطفوی کی برکت ابرکرم چھم چھم برسنے لگتا۔

فَكَانَ اللَّهُ تَعَالَى يُسْقِيهِمُ الْغَيْثَ بِوَكَلَاةِ نُوْرٍ مُحَمَّدٍ (صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) - (حجۃ اللہ علی العالمین: ۲۱۹)

سبحان اللہ سبحان اللہ! آؤ اس نور کی عظمتوں اور رفعتوں کا عالم! حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت کریں۔ وہ وقت ولادت جب خاتون کو اپنے تن من دھن کی بھی ہوش نہیں ہوتی۔ اپنے گرد و پیش سے بھی بے نیاز ہو جاتی ہے۔ آپ فرماتی ہیں کہ وقت ولادت انا نور پاک ظاہر ہوا کہ ہر سونہ کی راہدہانی ہو گئی اور میں اسی نور اقدس کی روشنی میں بصری۔ بصری کے بازار۔ بازاروں میں چلنے والے کارواں۔ کاروانوں کے اونٹ۔ بلکہ اونٹوں کی گردنیں تک دیکھ لیں۔

إِنَّهُ فَوَجَّحَ مِنِّي نُوْرًا ضَاءَ لِي بِهِ قُصُوْدُ بَصْرِي مِنْ أَرْضِ الشَّامِ وَفِي رِوَايَةٍ أَضَاءَ لَهُ قُصُوْدُ الشَّامِ وَأَسْوَأُهَا حَتَّى سَأَيْتُ أَغْنَانِي الْأَجْلَ بِبَصْرِي - (الستيرة العلبية: ۹۱/۱)

سنو سنو! جس دن اس نور الہی نے سرزمین مدینہ طیبہ کو اپنے قدم سے روشنی

مایا، اس کی تابناک شعاعوں سے ذرہ ذرہ چمک اٹھا۔

لَمَّا كَانَ يَوْمُ الْمَلَكِ دَخَلَ فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ)

علیہ وآلہ وسلم اضاء منہا کل شیء - (شمائل الترمذی)

سبحان اللہ سبحان اللہ! حضرت علیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مقدس آثار چمکا۔ آپ کو اپنے گھر کے گتے۔ قدم مصطفوی کے تصدق سے علیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر باران کرم برسنے لگا۔ تاریکیوں میں ڈوبا ہوا گھر، اُجالوں میں بس گیا۔ ات بھر روشنی علیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے روشندانوں سے باہر چھنتی رہتی ایک دن سہراہ آپ کی ایک اسپل نے روک کر استفسار کیا: علیمہ رات بھر گھر میں آگ روشن کئے رہتی ہو۔ آپ نے فرمایا: خدا تعالیٰ کی قسم نہ تو آگ روشن کرتی ہوں اور نہ ہی چراغ روشن کرتی ہوں۔ وہ روشنی جو رات بھر میرے گھر سے باہر چھین کر آتی ہے وہ چہرہ والضحیٰ کی درخشندہ و تابندہ شعائیں ہوتی ہیں۔

وَاللَّهُ لَا أَوْقَدُ نَارًا وَلَا مِصْبَاحًا وَلَكِنَّهُ نُوْرٌ مُحَمَّدٍ (صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) یہی وجہ ہے کہ آپ ضاحت کرتی ہیں جب سے نور الہی کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہمارے گھر آیا تھا، ان کے چاند سے چہرے کی وجہ سے ہم چراغ سے بے نیاز ہو گئے تھے بس کمرے میں آپ تشریف فرما ہوتے، وہ کمرہ تو جنگل جنگل کرتا ہی ہوتا لیکن اگر ہمیں کسی اور کمرے میں روشنی کی حاجت ہوتی تو سنو! آپ کیا فرماتی ہیں، ہم چراغ روشن کرتے، بلکہ آپ کو اٹھاتے اور دوسرے کمرے میں لے جاتے، بس اس کمرے میں موجود اظہر کے پہنچنے کی دیر ہوتی، وہ کمرہ چاند سا روشن ہو جاتا۔

فَإِذَا احْتَجْنَا إِلَى السِّرَاجِ فِي مَكَانٍ جَلْنَا بِهِ ثُمَّ نَوْدُكْتَ

الْأَمْكَنَةُ بِبَنِي كَمْتَب (صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)

سنو سنو! خوش نصیبوں کے مشاہدات سنو! خوشی و مسرت کے وقت چہرہ اقدس یوں چمک اٹھتا جیسے چاند کا اظہر ہے۔

کل چاند کو تکتے ہوئے میں سوچ رہا تھا، اس چاند کے پیچھے تیرا چہرہ تو نہیں
 كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سُرَّ أَمْتًا
 وَجْهَهُ حَتَّى كَأَنَّهُ قِطْعَةٌ مِّنَ الْقَمَرِ۔ (البخاری)

ہاں ہاں! چاند تو محض تشبیہ و تمثیل کے لئے ہے، وگرنہ حقیقت تو یہ ہے کہ
 کرداروں چاند بھی حسنِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رد و ماند ہیں، یہ شاعرانہ خیال نہیں
 یہ خطیبانہ مبالغہ نہیں، حقیقت ہے، بلکہ سنو! اور کوج ذہن پر مشتم کم کو۔! لہذا
 مسرت میں — چہرہ یوں چمکنے لگتا، جس طرح چہرہ دیکھنے والا آئینہ ہوتا ہے۔
 سبحان اللہ سبحان اللہ! جس طرح آئینہ کے سامنے جو بھی چیز آئے،
 اُس کا عکس آئینہ میں نظر آتا ہے، اُسی طرح اگر دیواروں کی طرف رخ انور ہو تو انور
 کی دیواریں چہرہ مصطفویٰ میں نظر آتی ہیں۔

اِنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ كَانَ (اِذَا سَوَّكَانَ وَجْهَهُ)
السَّرَاةُ الَّتِي تَوَيَّ فِيهَا صُورَ الْاَشْيَاءِ وَكَانَ الْيَحْدُثُ تَلَاخِقَ وَجْهَهُ
اَمْ يَرَى الْيَحْدُثُ فَنِي وَجْهِهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ اَلَمْ يَكُنْ (زُرْقَانِي ۸۷-۸۸)
سُبْحَانَ اللّٰهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ! حضرت ابو سریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میری آنکھوں
نے اُس سے بڑھ کر سُبحن و جمال کا مشاہدہ نہیں کیا۔ ہم چہرہ مصطفوی کو دیکھتے اُس کی
درخشندگی و تابندگی کا عالم ہوتا۔ لگتا تھا جس طرح سورج آسمان پر نہیں، چہرہ
الضّیٰحیٰ میں جھپک رہا ہے۔

مَا رَأَيْتُ شَيْئًا أَحْسَنَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كَأَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِي فِي وَجْهِهِ - (المشکوٰۃ: ۵۸)

محبت کے بھی انداز والے ہوتے ہیں حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے بارگاہِ رسالت
میں حاضر ہوتے ہیں۔ چاندنی رات ہے، ماہتاب پوری آبِ تاب سے دمک رہا ہے

کبھی چاند کی تابندگی کا مشاہدہ کرتے ہیں اور کبھی ماہ آسمان کو دیکھتے ہیں اور کبھی ماہ
کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کو۔۔۔۔۔ جلد ہی فیصلہ کن انداز میں فرماتے ہیں
چہرہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم چاند سے کہیں زیادہ روشن تھا۔

فَاِذَا هُوَ اَحْسَنُ عِنْدِي مِنَ الْقَمَرِ - (المشکوۃ ص ۵۱۸)

مسنو سنو! گلستانِ رسالت کے غزلیب حضرت حسام بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، اندھیری راتیں ہوتیں، تاریکیوں کا ہر سوراخ ہوتا، حضور سیدِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے دولت کدہ سے باہر تشریف لاتے، ہر سوراخ والے پھیل جاتے، یوں لگتا جیسے تیز روشنی والا چراغ جل اٹھا ہے۔

مَتَى يَبْدُو فِي الْمَلِكِ الْبَهِيمِ حَبِيْبُهُ
يَلْجُ مِنْ مِثْلِ مَسْبَاحِ الدُّجَى الْمَتَوَقِّلِ

سحری کا مشائد وقت ہے، اتم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
سُوتی سے کچھ سی رہی ہیں، سُوتی گم ہو جاتی ہے، اچانک مقصود کا نشانہ صلی اللہ علیہ وسلم
کمرہ میں جلوہ فگن ہوئے۔ دلیلیز پر قدم رکھتے ہی ایک عجیب نظارہ دکھائی دیتا ہے
ہاں ہاں — سیدہ لکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقط نور ہی نہیں — نور عظیم

ہیں، نورِ سبیل ہیں۔ ایسا نور ہیں جس کی نورانیت عقل و ضمیر کے پیمانوں سے ماوراء ہے۔ اُس کی عظمتوں کے بیان پر عقل و دانش، دریائے حیرت میں ڈوب رہے ہیں۔ ہاں توجہ نہی سید البشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چہرہ نور کرہ کے اندر آتا ہے کھرے کے در و دیوار کھینچ لگتے ہیں، دیکھتے ہیں، اس قدر روشنی ہوتی ہے کہ اس روشنی میں گم شدہ سوئی مل جاتی ہے۔

فَدَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبَائِلَ الْأَنْبِيَاءِ بِشُعَاعِ

سُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّكَ اللَّهُ! سَتُواذِرَكُمْ وَيَسْتَأْذِنُ كُنُوزَ عَالَمٍ

عقل کی رسائی ہے — آپ ہی ارشاد فرماتی ہیں کہ میں — ایک بار — نہیں نہیں دوبار — نہیں نہیں — بلکہ اکثر اوقات چہرہ انور کی روشنی میں مغمی رہنے ساگہ ڈال لیتی تھی کُنْتُ اُدْخِلُ الْخَيْطُ فِي الْإِبْرَةِ حَالِ الظُّلْمَةِ لِيَأْخُذَ رَسُولُ اللَّهِ -

(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) (الخصائص الکبریٰ)

اُس نورِ عظیم کی عظمتوں کا اندازہ تو کرو — دن کے وقت آفتاب پوری آفتاب روشنی بکھیر رہا ہوتا ہے — نبی کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لاتے تو شمع کی روشنی پر آپ کا نور غالب آجاتا — اس طرح رات کا وقت ہوتا، چراغ جل رہا ہوتے، آپ باہر تشریف لاتے — چراغ کی روشنی ماند پڑ جاتی اور آپ کا نور پاک غالب آجاتا — یہی وجہ ہے کہ آپ کا سایہ اقدس نہ دن کے اچالے میں نظر آتا نہ رات کی چاندنی میں — ہاں ہاں — سایہ تو تاریک بدن کا ہوتا ہے —

لَمْ يَكُنْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ آلِهِ وَسَلَّمَ ظِلٌّ وَلَمْ يَقُمْ مَعَ الشَّمْسِ قَطُّ إِلَّا غَلَبَ ضَوْؤُهُ ضَوْعَ الشَّمْسِ وَلَمْ يَقُمْ مَعَ السَّوْاجِ قَطُّ إِلَّا غَلَبَ ضَوْعُهُ عَلَى ضَوْعِ السَّوْاجِ - (جمع الوسائل : ۱/۱۷۶)

شاہ عبدالرحیم والد گرامی شاہ ولی اللہ محدث دہلوی بھی اللہ تعالیٰ خواب میں حضور سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے شاد کام ہو کر کہتے ہیں : یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو تو اوصافِ انبیاء بدجہتم عطا کئے گئے ہیں پھر کیا وجہ ہے کہ حسن یوسف کے نظار سے زمانِ مصر نے انگلیاں تراش لیں اور آپ کا رخ انور دیکھ کر ایسا کوئی واقعہ رونما نہیں ہوا ارشاد فرمایا : عبد الرحیم ! اللہ رب العزت نے میرے جس پر بے شمار حجابات ڈال دیئے — اگر میرا حسن کامل نظر آتا، تو دیکھنے والے انگلیاں تو کیا اس لذت میں سر بھی قلم کر دیتے —

فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَاعِي مَسْتَوِدُونَ عَنِ عَيْنِ النَّاسِ غَيَورَةٌ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى وَلَوْ طَمِعَ لَفَعَلَ النَّاسُ أَكْثَرُ مِمَّا فَعَلُوا حِينَ دَاوُدَ وَأَيُّوُسُفَ (القدوسین : ۷۱)

مُسَوِّدُونَ : امام قرطبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اصرح فرماتے ہیں کہ اگر مقصود کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا حسن کامل ظاہر ہو جاتا، تو اُس کی شدت اور تیزی کا عالم ہوتا کہ کسی آنکھ کی بینائی میں اتنی قوت قدرت نہ ہوتی کہ اُس جمالِ حسن آرا کی زیارت کر سکتی — کَمُيُظْهِرُ كُنَا تَمَامَ حُسْنِهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ آلِهِ وَسَلَّمَ لِأَنَّهُ كَوُ ظَهَرَ كُنَا تَمَامَ حُسْنِهِ كَمَا أَطَاقَتْ أَعْيُنُنَا وَنُورُ بَيِّنَتِهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى

عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ - (الذوقانی علی المواہب : ۷۱)

مُسَوِّدُونَ : سبحان اللہ سبحان اللہ ! عارفِ کامل عبد العزیز دباغ علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ سرورِ دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نور کامل اگر عرش الہی پر رکھ دیا جاتا تو وہ بھی اس کی تاب لا سکتا اور پگھل جاتا — اگر عرش کے متر حجابات پر ڈال دیا جاتا تو وہ ہت ہو کر رہ جاتے — ہاں ہاں ! اگر ساری مخلوق پر اُس کو اکٹھا کر کے ڈال دیا جاتا تو وہ ختم ہو کر رہ جاتی — وَإِنْ جُمِعُوا نُورُهُ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ آلِهِ وَسَلَّمَ لَوْ وَضِعَ عَلَى الْعَرْشِ لَذَابَ وَلَوْ وَضِعَ عَلَى الْعُصْبِ السَّبْعِينَ الَّتِي تَوْقُ الْعَرْشَ لَكُنَّ فَتَتْ وَلَوْ جُمِعَتْ الْمَخْلُوقَاتُ كُلُّهَا وَوُضِعَ عَلَيْهَا ذَلِكَ النُّورُ الْعَظِيمُ لَكُنَّ فَتَتْ وَتَسَا قَطَّتْ - (الابریز : ۷۱)

سبحان اللہ سبحان اللہ ! یہ فقط نور نہیں نورِ عظیم ہیں جس کی کُنہ اور حقیقت کہ عقل و دانش کی رسائی کا امکان نہیں ہے غوثِ زمانہ سیدی عبد العزیز دباغ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں : ساری کائنات کو — ہاں ہاں ! انبیاء کرام علیہم السلام اور عالمِ قدس کی نوری مخلوق کو بھی ملا، اسی عظمتوں والے نور کا تصدق ملا — اور اہل کشف اس حقیقت کا مشاہدہ بھی کرتے ہیں — وَيُشَاهِدُونَ الْمَادَّةَ السَّارِيَةَ مِنْ سَيِّدِ الْوُجُودِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِلَى كُلِّ مَخْلُوقٍ خَيُّوهُ مِنْ نُورٍ فَأَنْقَضَهُ مِنْ نُورِهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مُهْمَةً إِلَى ذَوَاتِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمَلَائِكَةِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَذَوَاتِ غَيْرِهِمْ مِنَ الْمَخْلُوقَاتِ سبحان اللہ سبحان اللہ ! اس نور کی عظمتیں حقیقتاً احد اور اک سے ماوراء ہیں اس نور پاک کو سب پہلے خلقت سے نواز گیا اور پھر ساری کائنات انبیاء و ملائکہ بھی اپنی استعداد

طاقت کے مطابق سیراب ہوتے۔ اگر یہ نورِ عظیم نہ ہوتا، تو کائنات کا ایک جوہر بھی نہ ہوتا۔ سنو سنو! اس نورِ پاک کی برکاتیں فقط اپنوں میں نہیں ہیں، بلکہ کفار و مشرکین بھی اس کی برکات سے محروم نہیں ہیں۔ سنو سنو! یہ کافر پر تصویر فی اسطن، خرد ج الی الدنیا، اور عند الرضاۃ، اسی نورِ پاک سے سیراب ہوتا ہو، بصورت دیگر ان احوال میں جہنم کی آگ ان کو نکل جاتی۔ یہی وجہ ہے کہ دوزخ میں پھینکنے سے قبل اس نورِ پاک کو جبین یا جائے گا، جب تک اس نورِ عظیم کا فیض ان کے اجسام میں موجود رہے گا، جہنم کی آگ ان کو صلا نہ سکے گی۔

وَأَنَّهُ أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللَّهُ تَعَالَى وَسَقَى الْمَخْلُوقَاتِ وَالْأَنْبِيَاءَ وَالْأَوْلِيَاءَ
وَالْمُؤْمِنِينَ مِنْ نُورِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ كُلُّهُ عَلَى قَدَرِ هَاقَبَتِهِ وَ
كَذَا سَائِرُ الْمَخْلُوقَاتِ سَقِيَتْ مِنَ النُّورِ الْكَرِيمِ وَلَوْلَا النُّورُ الْكَرِيمُ
الَّذِي فِيهَا مَا اسْتَفْعَ أَحَدٌ مِنْهَا بِشَيْءٍ وَلَوْلَا نُورُهُ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ
وَأَلِهَ وَسَلَّمَ الَّذِي فِي ذَوَاتِ الْكَافِرِينَ فَأَنَّهُمَا سَقِيَتْ بِهِ عِنْدَ تَصَوُّرِهَا
فِي الْبَطْنِ وَعِنْدَ الْخُرُوجِ وَعِنْدَ الرِّضَاعَةِ لَخَرَجَتْ إِلَيْهِمْ حَيَّةٌ وَسَمُورٌ
أَكَلَتْهُمْ أَكْلًا وَلَا تَخْرُجُ إِلَيْهِمْ فِي الْآخِرَةِ وَقَاتَلَهُمْ حَتَّى يَنْفِرَ مِنْهُمْ
ذَلِكَ النُّورُ الَّذِي صَلَحَتْ بِهِ ذَوَاتُهُمْ

سُبْحَانَ اللَّهِ سُبْحَانَ اللَّهِ! اس نورِ عظیم کی عظمتوں کا بیان کہاں تک ہوئے نورِ عظیم چنیا
بھری روشن روشن ہے اسی نورِ عظیم کا تصدق ہے قطبِ زمانہ عبدالعزیز دہلوی علیہ الرحمہ
سے کسی نے کہا کہ ہدایت صرف رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ہے میرا نور ایمان
تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ آپؐ فرمایا اگر وہ نورِ ایمان جو نورِ مصطفویؐ سے متصل ہے
مُتَقَطَّع ہو جائے تو۔۔۔ کہنے لگا اس سے کوئی فرق نہ پڑے گا بس ابھی اس کا یہ کلام ختم نہ
ہوا تھا کہ ایمان اس سے سلب ہو گیا اس کا مصلح کے لئے سجدہ پڑھا اور رُوحِ شہم سے
بروز کر گئی۔

فَمَا تَمَّ كَلَامُهُ حَتَّى سَجَدَ لِلْمَصْلِبِ وَكَفَّرَ بِاللَّهِ وَ
رَسُولِهِ وَمَاتَ عَلَى كُفْرِهِ ۝ (حجتہ اللہ علی العالمین بحوالہ ابن عربیہ)

سُبْحَانَ اللَّهِ سُبْحَانَ اللَّهِ بِهٖ نُوْرُ اس قدر عظیم تھا کہ ان کا ہاتھ جس چہرہ کے ساتھ مس ہوا
وہ بھی مابین اب کی طرح روشن ہو گیا۔ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرہ کو دست
رسالت نے چھو اٹھا، اُس کی دہشت گردی کا یہ عالم تھا کہ بیمار ہوئے۔ ابوالعلا المفسر
اُن کی عبادت کے لئے اُن کے گھر تشریف لے گئے، اُن کے سامنے بیٹھے مصروف گفتگو
تھے کہ ان کے پیچھے سے ایک شخص گزرا، چہرہ اس قدر نورانی تھا کہ اس کا عکس
حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرہ میں نظر آ گیا۔

عُدْتُ قِتَادَةَ بْنِ مِلْعَانَ فِي مَرْضِهِ فَمَرَّ رَجُلٌ فِي مَوْحِلِ الدَّارِ
فَرَأَيْتُهُ فِي وَجْهِ قِتَادَةَ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَسَّحَ وَجْهَهُ - رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَى الْعَالَمِينَ ١٥٤٤

سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ كَانَ يَتَّبِعُ النَّبِيَّ ﷺ فِي سَفَرِهِ وَكَانَ يُدْعَى بِأَسْمَاءِ ابْنِ أَبِي
إِيَّاسٍ نَهَى اللَّهُ تَعَالَى عَنكَ حَبِيرَهُ كَوَيْلُوهُمَا خُفَاؤُهُ لِرَأْيَانِ بْنِ مَرْثَدَةَ فَقَالَ
كَلِمَاتٌ - أَسْأَلُ اللَّهَ بِرَحْمَةِ الْوَلَدِ الْمُرْتَدِّ أَنْ يَكْفُرَ بِهِمْ وَأَنْ يَكْفُرَ بِهِمْ
مَارِبًا فَمِنْ دَائِلِ بَرْتِنَةٍ وَهِيَ رُشْدُنْ وَمَنْ بَرْتِنَةٌ وَجَاهِتَانِ

فَوَإِنْ أَسْنَدُ يَدْخُلُ الْبَيْتَ الْمُظْلَمَ فَيُضِيئُهُ. (حجة الله على العالمين ٣٢٨)

حسن کاتبات اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ساتواں اور آٹھواں کلمہ کتاب میں — آؤ سنو سنو! سید محمد الیوس علیہ السلام
فرماتے ہیں: اس آیت کہ کہی میں نور سے مراد بھی ذات مصطفویٰ ہے اور کتاب میں سے
مراد بھی ذات مصطفویٰ ہے۔
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ

وَلَا يَبْعُدُ عِنْدِي أَنْ تُرَادَ بِالشُّرُوبِ بِالْكِتَابِ الْمُبِينِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 (روح المعانی ۴۰/۹۸)
 اس معنی و مراد کے اعتبار سے یہ آیت کریمہ انگشت اعتراض بلند کرنے والوں کو دعوتِ نظر دے رہی ہے کہ مقصود کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیاتِ طیبہ ایک کھلی اور روشن کتاب کی طرح ہے۔ آؤ ایک ایک صفحہ کا مطالعہ کرو۔ ایک ایک سطر پڑھو ایک ایک لفظ ملاحظہ کرو کیا کہیں پروردگار عالم کی اس خلقِ کامل میں کوئی نقص، کوئی عیب، کوئی کمزوری دکھائی دیتی ہے۔ ارے دیکھو بار بار دیکھو تمہاری نگاہیں ناکام و نامراد لوٹیں گی۔ سنو سنو! صحیفہ ہدایت کتنا واضح کشف اعلان کر رہا ہے کہ اس کتابِ مقدس میں کوئی عیب نقص نہیں ہے۔ اَللّٰهُ ذَا الْاَلَكِ اَلْكِتَابُ لَا ذَرِيَّةَ فِيْهِ ط اور آؤ اب قرآن حکیم کی بارگاہ میں عرض کریں اے قرآن! تو کیا ہے؟ تو قرآنِ عظیم جواب دیتا ہے کہ قرآن تو رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی میٹھی باتوں کا نام ہے۔

اَلَّذِي كَفَّوْا سُرُوْلِيْ كِيْ يُّحَدِّثُ

معلوم ہوا کہ آپ کی گفتار بہرِ عیب نقص سے پاک ہے اور گفتگو اعمال کا عکس عینی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان کی گفتار کو بہرِ عیب سے منزہ فرمایا، تو کردار منزہ عن العیوب و النقصان کیوں نہ ہو گا؟ سبحان اللہ سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ہر نقص و عیب سے مبرا پیدا فرمایا۔

اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک صحابی نے عرض کی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا خلق کیا تھا؟ ارشاد فرمایا، پوچھتے کیا ہو؟ قرآن نہیں پڑھا؟ عرض کی، پڑھا ہے۔ فرمایا، قرآن کریم ہی آپ کا خلق ہے۔

كَانَ خَلْقُهُ الْقُرْآنُ ط

اے اہل نظر! اے اہل فکر! اُمّ المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فرمان کی کبرائی میں انکر دیکھو۔ یہ نہیں فرمایا کہ قرآن آپ کا خلق ہے، بلکہ اس کے عکس معنی ایسے کہ

آپ کی خلوتوں کا نام قرآن ہے اور آپ کی جلوتوں کا نام قرآن ہے، آپ کے جنگ کھنے کا نام قرآن ہے، آپ کی صلح کرنے کا نام قرآن ہے، آپ کے بیدار رہنے کا نام قرآن ہے، آپ کی نیند فرمانے کا نام قرآن ہے۔ جن کی زندگی کے اطوار کا نام قرآن ہے۔ یوں کہیں جن کی حیاتِ طیبہ کے اطوار کی تعمیر کا نام قرآن ہوا کیا وہاں نقص و عیب کی کوئی گنجائش ہے؟ عمر ایک ایسا لفظ ہے جو ولادت سے وفات تک زندگی کے لمحہ لمحہ پر محیط اور غالب ہے۔ عمر کی قسم زندگی کے ایک ایک لمحہ کی قسم ہوگی۔ اب سنو! صحیفہ رشد و ہدایت کا فرمان سنو۔ كَعَمَلِكِ اَنْتَهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ اے محبوبِ کریم! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، تیری حیاتِ طیبہ کی قسم! تیری زندگی کی قسم! کیونکہ وہ کائنات کی سب سے بڑی عظمت ہے سنو سنو! گویا پایہ عرش الہی سے مسلسل یہ صدا آئے دل نواز آرہی ہے:

اے محبوب من! تیری ولادت کی قسم! کیونکہ تو ہر عیب سے پاک ہے بلکہ عجایب سے عبارت ہے۔ اے محبوب من! تیری رضاعت کی قسم! اے محبوب من! تیرے بچپن کی قسم! اے محبوب من! تیرے لڑکپن کی قسم! اے محبوب من! تیری جوانی کی قسم! اے محبوب من! تیری نکلتوں کی قسم! اے محبوب من! تیری جلوتوں کی قسم! اے محبوب من! تیری میٹھی میٹھی گفتار کی قسم! اے محبوب من! تیری دلنشین گفتار کی قسم! اے محبوب من! تیرے مقدس کردار کی قسم! اے محبوب من! تیرے عارفانِ گنہگار کی قسم! اے محبوب من! تیری زندگی کی قسم! تیری عمر پاک کی قسم!

سبحان اللہ سبحان اللہ! آپ کی حیات مبارکہ فضائل اور فقط فضائل ہی عبارت ہے، تبھی تو جب آپ نے دعوتِ اسلام دی اور اپنی رسالت کا اعلان فرمایا تو فی الفین نے اس پر دلیل و معجزہ طلب کیا تو معلوم ہے آپ نے کیا کیا؟ اپنی عظیم و بے عیب گزشتہ حیاتِ طیبہ پیش کی۔ فرمایا، وَكَفَىٰ لَكُمْ عَمْرًا فَتَمَنَّبُوْا۔

جو بھی ارادہ فرماتے، معجزہ دکھاتے، لیکن اپنی گزشتہ زندگی کی کتاب کھول کر دعوتِ نظارہ دی۔ تارخِ گواہ ہے کہ اس مقدس زندگی میں کوئی نقص پیش نہیں کر سکا۔ سبحان اللہ سبحان اللہ! سیدِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اسمائے گرامی آپ کی صفات پر بھی دال ہیں۔ اسمائے گرامی سے مقصود و مطلوب فقط امتیاز عن الغیر نہیں ہو علمیت سے مطلوب ہوتا ہے بلکہ آپ کی صفاتِ عظیمہ کا اظہار بھی ہے، تو آپ کا اسم گرامی اسم ذاتی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ جس کا معنی ہے بار بار تعریف کیا گیا، جس کی تعریف کی کوئی حد و انتہاء ہو۔ تعریفِ شاعرِ غیر متناہی اور لامحدود ہو ہو گی۔ جب صفات کا ملہ بے حد دے انتہا ہوں گی اور صفات کا ملہ بے حد دے انتہا تب ہی ہو سکتی ہیں، جب کہ ذاتِ نقص و عیب سے منزہ ہو۔

سبحان اللہ سبحان اللہ! حضور سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ پاک ہر عیبِ نقص سے پاک ہے کیسے! اور لوحِ قلب پر نقش کر لو۔ زندگی و چیزوں سے مرکب ہے، گفتار اور کردار۔ گفتار کے تقدس پر ربِّ کائنات نے مہرِ تصدیق ثبت کر دی:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ط

اور کہہ دار پر بھی :- وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ دَعَا ط

اور ————— إِنَّ الَّذِينَ يَبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ ط

بِذِ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ ط

جب بات اُن کی اپنی نہیں، وحی ہے۔ جب فعل اُن کا اپنا نہیں، فعلِ خدا ہے تو پھر عیبِ نقص کہاں سے آئے گا؟

اور سنو —! شاعرِ دربارِ رسالت حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

وَإَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَرْقُطْ عَيْنِي وَأَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَبْدِلْ لِسَاءِ خُلِقْتَ مُبَرَّرًا مِنْ كُلِّ عَيْبٍ كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

نظا

سز

کو

۱۱

جو

سے

والا

صا

صح

قرآ

کی

مصنف کی دیگر تالیفات

۱	سورۃ سجدت کا کھنڈار	۲۰	سورۃ جہان علیہ السلام
۲	سورۃ البقرہ فی آیات اللہ	۲۱	تحقیق حجت و امت
۳	مومن تحفہ میں یہاں فتاویٰ	۲۲	سورۃ المومنین
۴	یونگ بزرگ نامہ محمد مصطفیٰ	۲۳	سورۃ الزلزال
۵	الابجدین لاسلام المسلمین	۲۴	سورۃ العاديات
۶	تکبیر و تہلیل	۲۵	سورۃ التاروہ
۷	نور بھری آئین	۲۶	سورۃ النکاثر
۸	فتاویٰ رضویہ	۲۷	سورۃ العصر
۹	حجت حق پرستان می ہولہ	۲۸	سورۃ المہمہ
۱۰	لفظ ولی اور ولایت	۲۹	شانِ مبارکِ اکبر (ص) علیہ السلام
۱۱	جنت و جہنم (ترجمہ)	۳۰	ایمانِ ثواب
۱۲	چوبیشتہ قابلِ پاہوشہ شریف	۳۱	عصرِ انبیاء (مشتاق علیہ السلام)
۱۳	افکارِ کاشی	۳۲	مشرکین و صاحبِ قرآن
۱۴	اسمِ جلالہ	۳۳	نواہین کی محافلِ میلاد
۱۵	ارشادِ رحمتِ مہدی	۳۴	...
۱۶	توسلہ والدی	۳۵	...
۱۷	خطباتِ کاشی	۳۶	...
۱۸	قلبِ قرآن	۳۷	...
۱۹	تحقیقِ حدیثِ ابوہ	۳۸	...

ناشر: مکتبہ سعید، جامعہ قادیانہ رضویہ، محلہ مصطفیٰ آباد، سرگودھا، ضلع فیصل آباد